بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ و علیٰ عبدہ المسیح الموعود ۔ REGD. No. P. 67

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۱۹ | شمارہ ۱۴

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

ایڈیٹر:۔ محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: خورشید احمد انور

THE WEEKLY BADR QADIAN

اخبار احمدیہ

قادیان ۳۱ امان (مارچ) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ۲۶ امان کی رپورٹ مظہر ہے کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

قادیان ۳۱ مارچ ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں الحمد للہ۔

قادیان ۳۲ مارچ ۔ پنجاب میں میٹرک کے امتحانات ختم ہو گئے اب پریکٹیکل باقی ہے۔

یہاں مقامی ہر دو مدارس تعلیم الاسلام ہائی سکول اور نصرت گرلز ہائی سکول میں سالانہ امتحانات کے نتائج آج سنا دیئے گئے۔

قادیان ۳۱ مارچ ۔ آٹھ روز سے قادیان اور مضافات میں صبح کے وقت مشرقی جانب دُمدار ستارہ دیکھا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔

۲۴ محرم الحرام ۱۳۹۰ھ ۔ ۲ شہادت ۱۳۴۹ ہش ۔ ۲ اپریل ۱۹۷۰ عیسوی

"حضرت عیسیٰ مسیح کو زندہ ہی کفن میں لپیٹ کر دفنا دیا گیا تھا"

"ٹیورن میں محفوظ ان کے متبرک کفن کے فوٹو لینے پر تمام راز کھل گیا!"

"جب صلیب سے اتارا گیا تو ان کی سانس بند ہو چکی تھی مگر دل کی حرکت جاری تھی"!!

حیدر آباد کے موقر اخبار روزنامہ "ملاپ" میں شائع شدہ ایک خبر

> حضرت مسیح ناصریؑ کی صلیبی موت کی تردید میں مقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ و السلام نے آج سے تقریباً پون صدی قبل علم الٰہی سے آگہی پا کر جو سنسنی خیز اور حیران کن انکشاف فرمایا اور موجودہ تحقیقات نے جس طور سے اس پر مہر تصدیق ثبت کی اس سے کلیسائی حلقوں میں اضطراب و بے چینی کے آثار کا نمودار ہونا ایک ضروری اور لابدی امر تھا۔ مذکورہ بالا عنوانات کے تحت اخبار ملاپ حیدر آباد مؤرخہ ۱۹ مارچ ۱۹۷۰ء میں شائع شدہ ایک خبر بھی درحقیقت اسی کیفیت سراسیمگی کی مظہر ہے جسے ہم قارئین بدر کی دلچسپی و افادہ کی غرض سے ذیل میں نقل کرتے ہیں ۔۔۔۔ ایڈیٹر

"لندن ۱۸ مارچ ۔ حضرت عیسیٰ کے متبرک کفن کے متعلق بین الاقوامی فاؤنڈیشن زیورچ (سوئٹزر لینڈ) نے کافی تحقیق کے بعد یہ انکشاف کیا ہے کہ عیسیٰ مسیح کی موت صلیب پر نہیں ہوئی۔ بلکہ انہیں جس وقت صلیب سے اتارا گیا وہ ابھی زندہ تھے۔ ان کا دل حرکت کر رہا تھا۔ صلیب سے اتارنے کے بعد انہیں کفن لپیٹا گیا۔ یہ انکشاف اسی کفن کی مدد سے کیا گیا ہے جو ٹیورن (اٹلی) میں محفوظ ہے۔ اس تاریخی راز کا ویٹی کن، اور ٹیورن کی اصلی شخصیتوں کو ۱۹۵۹ء سے ہی علم تھا۔ اور کھلے عام یہ دعویٰ کیا گیا تھا یہ انکشاف سائینسی اعتبار سے ناقابل تردید ہے۔ کئی ہزار ماہرین نے اس تاریخی دریافت کی تصدیق کی ہے۔ یہ بات بالکل سیدھی سی ہے۔ کیونکہ جب حضرت عیسیٰ مسیح کو کفن میں لپیٹا گیا تو ان کے زخموں سے خون بہہ رہا تھا۔ اگر ان کا انتقال ہو چکا ہوتا اور محض نعش کو کفن میں لپیٹا جاتا تو اس سے خون نہ بہہ رہا ہوتا۔ اس سائینسی حقیقت کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ اگر ٹیورن میں محفوظ کفن اصلی ہے تو پھر وہ بیان غلط ہے، جو اب تک صحیح سمجھا جاتا تھا۔ یعنی یہ کہ حضرت عیسیٰ کی موت صلیب پر ہوئی تھی۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ جب انہیں صلیب سے اتار کر کفن پہنایا گیا تو ان کا دل حرکت کر رہا تھا ۱۹۶۸ء میں پوپ پال نے متبرک کفن کا خفیہ طور پر جائزہ لینے کا حکم دیا۔ ۱۶ سے ۱۸ جون تک یہ کام کیا گیا۔ اور ہر بات پردۂ راز میں رکھی گئی۔ ۶ جنوری ۱۹۷۰ء تک یہ راز راز ہی رہا۔ پوپ پال نے خفیہ تحقیقات کا جو حکم دیا اس سے چھ ہفتہ پہلے ہی بین الاقوامی فاؤنڈیشن سوئٹزر لینڈ کو ایک مخبر نے اطلاع دی کہ متبرک کفن کے متعلق در پردہ کچھ ہو رہا ہے۔ (رات کے وقت چوروں کی سی حرکتیں ہو رہی ہیں۔) اگر مخبر یہ اطلاع نہ دیتا تو یہ راز منکشف ہی نہ ہوتا۔ یا کم سے کم کافی عرصہ بدستور راز بنا رہتا۔ ۱۶ سے ۱۸ جون کے درمیان رنگین فوٹو گرافی کے ذریعہ کفن کے فوٹو لیئے گئے۔ اور ان میں ہر بات کی فوٹو آ گئی۔ جن سے ۲۸ ثبوت مہیا ہوئے۔ اور پھر یہ حقیقت بھی ابھری کہ اگر حضرت مسیح کو کفن میں نہیں لپیٹا گیا تھا تو اس کفن کی پرستش کیوں کی جاتی ہے۔ اگر پرستش کی جاتی ہے تو پھر یہ سو فیصد درست ہے کہ یہ کفن اصلی ہے۔ اور اس میں حضرت مسیح کو لپیٹا گیا تھا۔ جرمنی کے مشہور مصنف مرکرٹ بیرنا نے متبرک کفن پر چار کتابیں لکھی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ کفن پر خون کے دھبے اس بات کا ثبوت ہیں کہ صلیب سے اتارنے کے بعد بھی حضرت مسیح زندہ تھے انہوں نے اپنے بیان کے جواز میں فوٹو بھی پیش کئے ہیں انہوں نے یہ بھی دعویٰ کیا ہے کہ اس متبرک کپڑے کو تلف کرنے کے بھی منصوبے سوچے گئے ہیں۔ کفن سے ایک انسانی جسم کی روپ ریکھا ابھرتی ہے۔ حضرت مسیح کی مکمل تصویر کیمرون کے ذریعہ فوٹو فلم پر آ گئی ہے۔ اور خون کے دھبے بھی ہیں۔ جو فوٹو لئے گئے ہیں ان میں حضرت مسیح کا چہرہ بھی دکھائی دیتا ہے۔ متبرک کفن فاؤنڈیشن نے ایک بیان میں کہا ہے کہ حضرت مسیح کو زندہ ہی دفن کر دیا گیا تھا۔ اس وقت ان کا دل حرکت کر رہا تھا۔ مگر ٹورنو کے ایک اعلیٰ افسر نے اس کی تردید کی اور کہا کہ یہ بات غلط ہے کہ حضرت مسیح کی موت انہیں دفن کر دینے کے بعد ہوئی"

(روزنامہ ملاپ ۱۹ مارچ ۱۹۷۰ء صفحہ ۲ کالم ۲۔۵)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

مرکزِ سلسلہ کی معروف دینی درسگاہ مدرسہ احمدیہ کے جلسہ تقسیم انعامات کی تقریب میں

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی شرکت

اور

مشفقانہ و ایمان پرور خطاب!

قادیان ۲۸ ؍امان ــــ آج صبح ٹھیک نو بجے مرکزِ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی معروف دینی درسگاہ مدرسہ احمدیہ کے زیر اہتمام جلسہ تقسیم انعامات کی تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ناظران و ممبران، مرکزی عہدیداران اور طلباء مدرسہ احمدیہ کے سرپرستوں کے علاوہ اپنی گونا گوں مصروفیات کے باوجود محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ نے بھی از راہِ شفقت شرکت فرمائی اور مناسب موقعہ نہایت درجہ ناصحانہ اور رُوح پرور خطاب سے نوازا۔

اجلاس کا آغاز

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی صدارت میں اس نہایت درجہ باوقار تقریب کا آغاز عزیزم نور الاسلام متعلم مدرسہ احمدیہ کی تلاوتِ قرآنِ کریم سے ہوا۔ ازاں بعد عزیزم ظہیر احمد خادم متعلم مدرسہ احمدیہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و توصیف پر مشتمل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشہور عربی قصیدہ

يَا عَيْنَ فَيْضِ اللّٰهِ وَ الْعِرْفَانِ
يَسْعٰى اِلَيْكَ الْخَلْقُ كَالظَّمْاٰنِ

کے چند منتخب اشعار خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کر سُنائے۔

سالانہ رپورٹ

ازاں بعد محترم مولانا محمد حفیظ صاحب بقاپوری ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ نے سالانہ رپورٹ پڑھ کر سُنائی جس میں محترم موصوف نے بتایا کہ مرکزِ سلسلہ میں رہ کر خدماتِ دینیہ بجا لانے کی توفیق پانا بلا شک ایک سعادت ہے جس میں صدر انجمن احمدیہ کے جملہ ادارہ جات، کارکنان اور مرکز میں مقیم جملہ احباب جماعت برابر کے شریک ہیں۔ سلسلہ کی علمی اور انتظامی ضروریات کو پورا کرنے میں مدرسہ احمدیہ نے جو اہم اور قابلِ فخر کردار ادا کیا ہے اس سے کسی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ مدرسہ ہذا کا قیام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دلی خواہش کے تحت اور عظیم الشان مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے عمل میں آیا۔ اس مدرسہ کے فارغ التحصیل علماء نے اندرون و بیرونِ ملک میں تبلیغی و تعلیمی، تربیتی اور انتظامی اغراض کے پیشِ نظر جو قابلِ تعریف مساعی سرانجام دی ہیں اُن کے شیریں و خوشنما ثمرات آج ہم سب کے سامنے ہیں۔

آپ نے بتایا کہ تقسیمِ ملک کے بعد حالات کی نامساعدت کی وجہ سے گو ایک قلیل ترین عرصہ کے لئے یہ دینی درسگاہ بند بھی ہوئی مگر فوراً بعد ہی صدر انجمن احمدیہ قادیان کی سرپرستی میں اس کا ازسرِ نو اجراء عمل میں آیا۔ اس وقت سے یہ اپنی سابقہ روایات کو برقرار رکھے ہوئے ہے اب تک ۳۷ طلباء مولوی فاضل کر چکے ہیں۔

سالہائے گذشتہ و پیوستہ کے خوش کُن نتائج کی تفصیل بیان کرنے کے بعد موصوف نے جماعت کے وسیع تبلیغی کام کے پیشِ نظر طلباء کی کمی تعداد، مدرسہ کی عمارت، کتبِ نصاب کی کمیابی، جسمانی ورزش کے لئے خاطر خواہ میدان کی کمی اور طلباء کے وظائف کے بارے میں ضروری امور کا تذکرہ کیا۔

رپورٹ کے آخر میں مکرم ہیڈ ماسٹر صاحب نے اُن مخیر احباب کا شکریہ ادا کیا جن کی خاص مشفقانہ توجہ اور خلوص سے طلباء کو خصوصی انعامات دئے جا سکے۔ آپ نے اُن کے حق میں دُعا کی کہ اللہ تعالےٰ ان کے مال و دولت اور صحت و عافیت میں برکت دے اور ان کو ہر بلا سے محفوظ رکھے۔ بعدہٗ آپ نے صدر محترم سے امتحانات میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء کو اپنے دستِ مبارک سے انعامات عطا فرمانے کی درخواست کی۔

تقسیمِ انعامات

رپورٹ پر مشتمل اس تقریر کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے اپنے دستِ مبارک سے علمی، اخلاقی نیز متعدد دیگر جہات سے مدرسہ میں امتیازی حیثیت پانے والے طلباء میں انعامات تقسیم فرمائے۔ انعامات کی تقسیم سے فراغت کے بعد محترم موصوف نے مناسب موقعہ ایک رُوح پرور اور مشفقانہ خطاب سے نوازا۔

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ کا خطاب

محترم موصوف نے تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اللہ تعالےٰ نے اُمتِ مسلمہ کے ہر طبقہ کے لئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت وجود کو اُسوۂ حسنہ قرار دیا ہے۔ پس ہمیں بھی اپنی زندگیوں کو آپ ہی کے مبارک نمونہ کے مطابق ڈھالنا چاہیئے۔

محترم موصوف نے اپنی تقریر کے دوران میں مدرسہ احمدیہ کے قیام کی غرض و غایت اور مہتم بالشان مقاصد کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ اس مدرسہ کا قیام اس غرض سے عمل میں آیا تھا کہ اس کے ذریعہ دینی علوم کے ماہر اور فاضل علماء فراہم ہو سکیں۔ اور ان کے ذریعہ تبلیغِ اسلام کے کام کو زیادہ سے زیادہ فروغ دیا جا سکے۔ آپ نے عمومی رنگ میں جملہ احباب کو توجہ دلائی کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارک کی زندہ و پائندہ یادگار ہونے کے ناطے ہم سب پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم نہ صرف ان یادگاروں کو قائم رکھیں بلکہ انہیں ضرورتِ زمانہ کے مطابق فروغ بھی دیں۔

آں موصوف نے طلباء کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے طلباء بعض اوقات از خود احساسِ کمتری میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور بسا اوقات بیرونی خیالات سے متاثر ہو کر یہ احساس ان پر غالب آنے لگتا ہے۔ حالانکہ انہیں اس نہج پر ہرگز نہیں سوچنا چاہیئے۔ دینی تعلیم کا حصول بلا شبہ ایک ایسا عظیم الشان مقصد ہے جس کے سامنے تمام دنیاوی مقاصد ہیچ ہیں۔ پس بچوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے ذہنوں کو اس قسم کے خیالات سے پاک رکھتے ہوئے ہمہ وقت اپنے مقاصدِ عالیہ کو پیشِ نظر رکھیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ایک حالیہ خطبہ جمعہ کا حوالہ دیتے ہوئے (جو اسی پرچہ میں دوسری جگہ شائع ہو رہا ہے) آپ نے فرمایا کہ اسلام نے اساتذہ کو بہت بلند اور قابلِ احترام مقام عطا فرمایا ہے۔ پس جہاں ایک شاگرد اس وقت تک حقیقی کامیابی حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ استاد کے اس مقام کی قدر نہ کرے وہاں اساتذہ کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ اپنے مقام کو پہچانیں، اس کی قدر کریں۔ اور اپنے آپ کو اس معیار کے مطابق بچوں کے سامنے پیش کریں جو اسلام نے ان کے تئیں مقرر کیا ہے۔ اساتذہ کا اپنے

(باقی دیکھیں صفحہ ۱۱ پر)

خطبہ جمعہ

ہماری جماعت کے تعلیمی اداروں کا تعلیمی، تربیتی اور اخلاقی معیار بہت بلند ہونا چاہیئے

میرے نزدیک ان اداروں کی عام نگرانی پوری طرح نہیں ہو رہی سب سے زیادہ توجہ ہمیں مرکزی تعلیمی اداروں کی طرف کرنی چاہیئے

ہمارے اساتذہ کو چاہیئے کہ وہ محنت اور اخلاص کے ساتھ محض رضائے الٰہی کی خاطر کام کریں

فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مورخہ ۶ امان ۱۳۴۹ ہش (۲۶ مارچ ۱۹۷۰ء) بمقام مسجد مبارک ربوہ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اللہ تعالیٰ کے فضل سے طبیعت پہلے سے بہت اچھی ہے۔ الحمد للہ۔ لیکن ابھی پورا افاقہ نہیں ہوا اور کل سے نزلے کی بھی شکایت ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل کرے۔ دوست دعا سے مدد فرما دیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جماعت احمدیہ سے بنی نوع انسان کی خدمت کے جو مختلف کام لئے ہیں ان میں تعلیمی خدمت بھی شامل ہے

ہماری جماعت کے تعلیمی ادارے

تین قسموں میں منقسم ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ تعلیمی ادارے ہیں جو پاکستان سے باہر کام کر رہے ہیں۔ دوسرے وہ تعلیمی ادارے ہیں جو ربوہ سے باہر پاکستان میں کام کر رہے ہیں اور تیسرے وہ تعلیمی ادارے ہیں جو ربوہ میں کام کر رہے ہیں۔ بیرونِ پاکستان تعلیمی ادارے جو باقاعدہ ادارے کی شکل میں کام کر رہے ہیں وہ زیادہ تر افریقہ کے ممالک میں ہیں۔ یہ ممالک کئی صدیوں سے سیاسی حالات اور بعض دیگر وجوہ کی بنا پر تعلیم میں بڑے پیچھے تھے خصوصاً ان ممالک کی مسلمان آبادیاں تو تعلیم میں بہت ہی پیچھے تھیں۔ اُس وقت

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے ذہن کو اللہ تعالیٰ نے اس طرف متوجہ کیا کہ ان ممالک کی تعلیمی خدمت بھی کرنی چاہیئے چنانچہ مختلف ممالک میں مختلف تعلیمی معیار کے تعلیمی ادارے قائم کئے گئے۔ چھوٹے سکول بھی ہیں۔ بڑے بھی ہیں۔ کئی سیکنڈری سکول بھی ہیں۔ ایک ایک ملک میں ہمارے بیسیوں سکول کام کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہر لحاظ سے اس خدمت کو قبول کر کے اس کے بڑے اچھے نتائج پیدا کئے ہیں۔ اور بعض جگہ اگرچہ حکومت تو عیسائیوں کی ہے لیکن وہ عیسائی حکومتیں بھی جماعتِ احمدیہ کی تعلیمی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہیں اور بڑی ممنون ہیں۔ وہاں کے مسلمانوں کو تو اس سے بہت ہی فائدہ پہنچا ہے۔

وہاں جو اساتذہ کام کر رہے ہیں

ان میں پاکستانی بھی ہیں اور مقامی بھی ہیں۔ پاکستان سے جو اساتذہ کام کے لئے وہاں گئے ہیں (اِلّا ماشاء اللہ) بڑے اخلاص سے کام کرنے والے، بڑی محبت سے کام کرنے والے اور اپنی اس ذمہ داری کو سمجھنے والے ہیں کہ ہم استاد ہیں اور اسلام نے استاد کا ایک مقام قائم کیا ہے۔ اسے ایک عزت عطا کی ہے اور اس پر بڑی بھاری ذمہ داریاں عاید کی ہیں۔ یہ سب ان کے سامنے ہے۔ اور وہ

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی

کے حصول کے لئے اپنی ذمہ داریوں کو نباہتے اور اپنے رب اور اس کی مخلوق کی نگاہ میں عزت حاصل کرتے ہیں۔ بعض استثناء ہیں لیکن استثناء پر حکم نہیں لگایا جاتا۔ بڑی بھاری اکثریت اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتی اور ان کو ادا کر رہی ہے۔ وہاں جو مقامی اساتذہ ہیں وہ بھی اچھا کام کرنے والے ہیں۔ ان کے دل میں بھی یہ احساس بیدار ہے کہ ہماری قومیں دنیا کے تعلیمی میدان میں بہت پیچھے چھوڑ دی گئی ہیں۔ اور

ہمارا فرض ہے

کہ ہم ان کو تعلیم کے میدان میں تو دوسروں کے پہلو بہ پہلو لے جا کر کھڑا کر دیں۔

کچھ ہمارے تعلیمی ادارے پاکستان میں ہیں اور ربوہ سے باہر ہیں۔ ان کے متعلق مختلف اوقات میں مختلف رپورٹیں آتی رہتی ہیں۔ بعض اچھا کام کر رہے ہیں۔ بعض ایک وقت تک اچھا کام کرتے رہتے ہیں پھر کوئی خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ بعض ایسے بھی ہیں جو مستقل طور پر بڑا اچھا کام کر رہے ہیں۔ ان تعلیمی اداروں کو صحیح طور پر چلانے کی آخری ذمہ داری تو مرکز پر ہے۔

باہر کے جو تعلیمی ادارے ہیں ان کی ذمہ داری بھی مرکز پر ہے۔ تحریک جدید سے ان کا تعلق ہے

تحریک جدید کا نظام

کبھی غلطی بھی کر جاتا ہے لیکن عام طور پر وہ محنت اور توجہ اور ہوش کے ساتھ اور بیداری کے ساتھ اس عام نگرانی اور اساتذہ کے انتخاب وغیرہ کے متعلق جو ذمہ داری ہے اس کو نباہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا کرے۔

جو پاکستان کے تعلیمی ادارے ہیں ربوہ سے باہر یا ربوہ میں قائم ہیں ان کی ذمہ داری نظارت تعلیم پر ہے۔ ربوہ سے باہر کے جو سکول ہیں یا تعلیمی ادارے ہیں میرے نزدیک ان کی عام نگرانی اس طرح پر نہیں ہو رہی جس طرح ہونی چاہیئے۔ ہم نے اگر سکول کھولنا ہے تو وہ ہمارے معیار کے مطابق ہونا چاہیئے۔ ورنہ وہ ہماری بدنامی کا موجب ہے۔ ہمارے سکول دنیا کے معیار کے مطابق نہیں

ہمارے معیار کے مطابق ہونے چاہئیں

ہمارا ہر کام ہمارے (یعنی اسلام اور احمدیت کے) معیار کے مطابق ہونا چاہیئے۔ یہ بھی ہمارا ایک کام ہے۔ ان ہزاروں کاموں میں سے جن کے کرنے کی ہم اپنے رب سے توفیق پاتے ہیں۔ لیکن ربوہ سے باہر بہت سے تعلیمی ادارے ایسے ہیں جو ہمارے معیار کے مطابق نہیں ہیں اور یہ قابلِ شرم بھی ہے اور قابلِ فکر بھی ہے۔ جو ہمارا سکول ہے وہ ہمارے معیار کے مطابق ہونا چاہیئے۔ اور اس میں اور غیر میں نمایاں فرق ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کا ہم سے وعدہ ہے کہ اگر ہم اسلام کی روح کو سمجھتے ہوئے اس کے مطابق اپنی زندگی گزاریں گے تو وہ ہم میں اور غیر میں ایک فرقان اور ایک امتیاز کو قائم کرے گا۔ (یہ امتیاز ایک فدائی عبدِ رحمان اور ایک ایسے شخص کے درمیان جس کے اندر ایثار اور فدائیت کا جذبہ اور اسلام کی روح نہیں) یہ فرق جو ہے یہ قد کے لحاظ سے یا رنگ کے لحاظ سے یا ناک نقشے کے لحاظ سے نہیں۔ یہ تو اس نور کے لحاظ سے ہے جو ایک باعمل حقیقی اور سچا مسلمان حاصل کرتا ہے۔ اور جو دوسرے کو نہیں ملتا۔

وہ نور ما بہ الامتیاز بنتا ہے

اللہ تعالیٰ سے تعلق، ایک انہماک، ایک فدائیت کہ جو کام بھی ہم نے کرنا ہے چھوٹا ہو یا بڑا وہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے کرنا ہے۔ یہ نہیں کہ ہم نماز تو پڑھیں گے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے اور روٹی کھائیں گے کسی اور کو راضی کرنے کے لئے۔ اگر کسی اور کو راضی کرنا ہو تو کھانے پر جتنی اسلامی پابندیاں ہیں پھر تو انسان انہیں چھوڑ دے کیونکہ انہی کے نتیجہ میں روٹی ملتی ہے۔

ایک احمدی مسلمان نے نماز بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے قائم کرنی ہے اور ایک احمدی مسلمان نے اپنے یا اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ڈالنا ہے۔ اگر ایسا نہیں تو اس شخص نے احمدیت اور اسلام کی حقیقی روح کو نہیں سمجھا اور نہ اسلام کو سمجھا [illegible] مطالبات اور ذمہ داریوں کا احساس اس کے دماغ میں بیدار ہوا ہے جو اس کے اوپر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ڈالی گئی ہیں

پس ہمارا ہر کام

اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی

[illegible] ہے۔ خواہ وہ تہجد کی نماز ہو خواہ وہ [illegible] انٹرمیڈیٹ [illegible] ہو یا ہمیں پرائمری [illegible] خواہ وہ بچوں کو [illegible] سے [illegible] یا خدام الاحمدیہ یا انصار اللہ کا تربیتی [illegible]

یا یہاں جو قرآن کریم کی کلاس ہوتی ہے وہ موٹ جاہے دھوبی کو کپڑے دینے کا کام ہو یا درزی سے کپڑے سلوانے کا کام ہو۔ سب کام ہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرنے ہیں۔ اگر ہم درزی کو کپڑے سینے کے لئے اس لئے دیتے ہیں کہ اپنے لباس کی نمائش مطلوب ہے تو خدا تعالیٰ کا غضب تو ہمیں مل سکتا ہے اس کی رضا نہیں مل سکتی۔ لیکن اگر ہم درزی سے کپڑے اس لئے سلواتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ میں نے اے مومنو! تمہارے لئے ان چیزوں کو پیدا کیا۔ اسراف سے بچتے ہوئے افراط و تفریط ہر دو پہلوؤں سے اپنے آپ کو بچاتے ہوئے ان چیزوں کو استعمال کرو۔ میں تمہیں جہاں باطنی حسن دینا چاہتا ہوں وہاں میں تمہیں ظاہری حسن بھی دینا چاہتا ہوں۔ اپنے لباس کو اس نیت سے بناؤ اور پہنو کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ایک عطا ہے۔ ہم اس کا شکر ادا کرتے ہوئے یہ لباس بنوا رہے ہیں۔ ایک شخص دھوبی کو کپڑے عادتاً دیتا ہے۔ ایک دوسرا شخص ہے جو یہ کہتا ہے کہ میرے رب کو نجاست اور گندگی اور میل کچیل پسند نہیں ہے میں اپنے کپڑوں کو صاف رکھوں گا اس نیت کے ساتھ دھوبی کو کپڑے دیتا ہے۔ چنانچہ وہ صاف کپڑے بھی پہن لیتا ہے اور فرشتوں کی دعائیں بھی اسے حاصل ہو جاتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت بھی اسے مل جاتی ہے۔ غرض

ایک احمدی کا ہر کام

اسلام کے معیار پر پورا اترنا چاہئے۔ ورنہ اس کام کے کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس کے نتیجہ میں ہمیں اللہ تعالیٰ کی رضا نہیں مل سکتی۔ پس جو تعلیمی ادارے ربوہ سے باہر ہیں ان کی بھی بڑی سختی سے نگرانی ہونی چاہئے۔ تعلیم کے لحاظ سے بھی اور تربیت کے لحاظ سے بھی۔ ہمارے تعلیمی ادارے اور کسی اور کے تعلیمی ادارے میں نمایاں فرق ہونا چاہئے۔ ورنہ ہم اللہ تعالیٰ کی گرفت میں ہوں گے۔ پھر

سب سے زیادہ توجہ

ہمیں ان تعلیمی اداروں کی طرف کرنی چاہئے جو ربوہ میں قائم ہیں۔ ان کی مرکزی حیثیت ہے۔ بہت سے دوست کافی مالی بوجھ برداشت کر کے اور تکالیف اٹھا کر اپنے بچوں کو ربوہ میں تعلیم کے لئے بھجواتے ہیں ان کے دل میں اللہ اور اس کے رسول اور اس کے مرکز کے لئے جو غلبہ اسلام کے لئے قائم کیا گیا ہے محبت اور پیار ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ اپنے بچوں کو اس دینی ماحول میں پرورش اور تعلیم دلائیں۔ یہاں وہ اپنے بچے بھیج دیتے ہیں اور خود تکالیف اٹھاتے ہیں۔ ایسے بیسیوں خاندان ہیں کہ جو بیوی بچوں کو یہاں بھجوا دیتے ہیں اور خود تنگی سے گزارہ کرتے ہیں۔ گھر کا ماحول انہیں میسر نہیں ہوتا۔ یعنی نہ بیوی پاس ہے نہ بچے پاس ہیں لیکن وہ ان تکالیف کو اس لئے برداشت کرتے ہیں کہ وہ چاہتے ہیں کہ ان کے بچے صحیح ماحول میں پرورش، تربیت اور تعلیم حاصل کریں۔ لیکن مجھے افسوس سے یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ یہاں

بہت سے اساتذہ ایسے ہیں

جو ہمارے تعلیمی اداروں کو ایک کلب سے زیادہ حیثیت نہیں دیتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ مثلاً کالج میں گئے، بیٹھے، باتیں کیں، اور ایک دوسرے کو ہنسی اور تمسخر کا نشانہ بنایا اور اس طرح اپنا وقت ضائع کیا۔ اور گھروں کو آ گئے۔ اور ہر مہینے کے شروع میں پچھلے مہینے کی تنخواہ وصول کر لی۔ کوئی احساس ہی نہیں۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ یہاں بعض ایسے دماغ ہیں کہ احمدیت کا معیار تو کیا انسانیت کا معیار بھی انہیں حاصل نہیں ہے اور نظارت تعلیم کو اس بات کی کوئی فکر نہیں اگر کوئی شخص وہ ذمہ داری اٹھانا نہیں چاہتا جو اسلام اس کے کندھوں پر ڈالتا ہے تو کس نے اسے مجبور کیا ہے کہ وہ ہمارے پاس رہے۔ اور ہمیں کسی نے مجبور نہیں کیا کہ ہم اسے اپنے پاس رکھیں۔ یا تو ایسے اساتذہ

تعلیم اور تربیت کی طرف پوری توجہ

دیں اور یا وہ کہیں اور چلے جائیں۔ کون ان کو یہاں روکتا ہے۔ لیکن اگر انہوں نے مرکز میں رہ کر اس ذمہ داری کو نباہنے کے لئے خود کو پیش کیا ہے تو انہیں یہ ذمہ داری نباہنی پڑے گی۔ اگر وہ نہیں نباہیں گے تو ہم ان کو باہر بھیج دیں گے۔ کہیں اور جائیں، اللہ تعالیٰ نے جس کو پیدا کیا ہے اس کے رزق کا تو وہ ذمہ دار ہے۔ میں یا آپ اس کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ لیکن جو ذمہ داری مجھ پر اور آپ (یعنی ربوہ) پر ہے یہ ہے کہ ہم اپنے ماحول کو علمی لحاظ سے بھی اور اخلاقی لحاظ سے بھی اور تربیتی لحاظ سے بھی اس طرح صاف اور پاک رکھیں کہ ہماری آئندہ نسل اس میں اس رنگ کی تربیت حاصل کرے اور وہ رنگ ان کے اوپر چڑھ جائے کہ جو اللہ تعالیٰ کو پیارا ہے۔ اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو خدا تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی گرفت بڑی سخت ہوتی ہے۔

پس یہاں کے جو ادارے ہیں انہیں

آج میں تنبیہ کرنا چاہتا ہوں

مثلاً تعلیم الاسلام کالج ہے اس کا تعلیمی معیار بھی گر گیا ہے اور اخلاقی معیار بھی وہ نہیں رہا جو ہونا چاہئے۔

دیر کی بات ہے کالج کے ایک طالبعلم کے متعلق ایک محلہ میں شکایات پیدا ہوئی سارا محلہ اکٹھا ہو کر اسے میرے پاس پکڑ لایا۔ میں اس زمانہ میں پرنسپل تھا۔ مجھے بہت خوشی ہوئی کہ بیدار جماعت ہے۔ محلے میں ذرا سی غلط بات جو ہوئی ہے تو انہوں نے اس کو برداشت نہیں کیا۔ چنانچہ میں نے سب کے سامنے اس بچے کو بہت سخت سزا دی۔ اس طرح محلے والوں کو بھی یہ تسلی ہو گئی کہ ہماری فضا کو پاک رکھا جائے گا اور سارے ربوہ میں بھی پتہ لگ گیا کہ ایسی حرکت برداشت نہیں کی جاتی۔

نوجوانی کی عمر میں

بچے حماقت کرتے ہیں۔ انہیں یہ پتہ لگ گیا کہ یہاں حماقت سے نہیں عقل اور ہوشمندی سے زندگی گزاری جا سکتی ہے۔ حماقتیں جو ہیں ان کا محاسبہ ہوگا۔ جب تک اس قسم کی فضا نہ پیدا کی جائے کہ ہم گندگی اور بداخلاقی کو خواہ وہ کسی نوعیت کی ہو برداشت نہیں کریں گے (اور بداخلاقی سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اخلاق کے بغیر کوئی اور خلق اپنانا یا پسند کرنا۔ یا اپنے ماحول میں پیدا کرنا یا برداشت کرنا) اللہ تعالیٰ کی صفات کے جو جلوے اس کی اس مخلوق میں ظاہر ہو رہے ہیں وہی جلوے اس کے بندوں میں اور ان بندوں کے ذریعہ دوسروں میں ظاہر ہونے چاہئیں پس اگر ہر ایک کو یہ پتہ ہو کہ یہاں وہ خلق پسندیدہ نہیں سمجھا جائے گا اور اسے برداشت نہیں کیا جائے گا جو اللہ تعالیٰ کے خلق سے مختلف اور اس کی ضد ہے تو کتنا بیوقوف کوئی نوجوان ہو اس کا دماغ بڑی جلدی اس چیز کو سمجھے گا اور پھر کوئی شکایت پیدا نہیں ہوگی۔

ایک دفعہ کالج کی بات ہے

باہر کسی کالج میں (یعنی ہمارا احمدیوں کا کالج نہیں) لڑائی ہوئی۔ پستول چلے۔ کچھ مارے گئے۔ لڑکے گھبرائے کہ جو دشمن ہیں ان کو جب موقعہ ملا تو وہ ہمارے اوپر اسی طرح وار کریں گے اس قسم کا ایک طالبعلم آگیا کہ میں نے Migration (مائیگریشن) کروانی ہے میں آپ کے کالج میں آنا چاہتا ہوں۔ مجھے چونکہ اس سارے واقعہ کا پہلے علم ہو چکا تھا میں نے اس کو بٹھا کر سمجھایا۔ میں نے کہا دیکھو اگر تم نے ہمارے پاس فائدہ اٹھانے کے لئے آنا ہے تو بڑی خوشی سے آؤ۔ ہم تمہارا خیال بھی رکھیں گے پڑھانے کی بھی کوشش کریں گے تربیت کرنے کی بھی کوشش کریں گے لیکن اگر تم نے ہم سے سزا لینے کے لئے یہاں آنا ہے تو پھر بہتر یہ ہے کہ کسی اور جگہ چلے جاؤ کیونکہ دوسرے کالجوں کی طرح یہ کالج نہیں کیونکہ جب تم غلطی کرو گے تو بڑی سخت گرفت ہو گی اور کسی ایک لڑکے پر جھوٹا رحم کر کے بیسیوں لڑکوں کے اخلاق کو تباہ نہیں کیا جائے گا۔ وہ کہنے لگا مجھے علم ہے کہ اس کالج کا یہی ماحول ہے۔ آپ تسلی رکھیں میں جب تک یہاں ہوں کوئی شکایت پیدا نہیں ہونے دوں گا۔ چنانچہ وہ سال ڈیڑھ سال تک رہا اور کبھی اس نے ذرا سا بھی موقعہ نہیں دیا۔ سر اٹھا کر بات نہیں کرتا تھا۔ اس کو پتہ تھا کہ یہ ماحول ایسا ہے کہ اس کی گرفت بڑی سخت ہوتی ہے۔ اس کا فائدہ مجھے یا آپ کو اس طرح نہیں (ہمیں فائدہ تو ہے کیونکہ ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے جو کام کرتے ہیں اس کا فائدہ ہمیں ملتا ہے) وہ فائدہ تو ہے) لیکن

صحیح تربیت اور صحیح تعلیم

اور پوری طرح ذہنی نشو و نما کا پہلا اور اصل فائدہ تو اس کا ہے جس نے تعلیم حاصل کی اور تربیت پائی۔ ہمیں اللہ تعالیٰ ثواب دے گا اگر ہماری نیت ٹھیک ہو۔ اور ہم اس کی رضا کے متلاشی اور اسی پر توکل کرنے والے ہوں۔ لیکن ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے جو کام کرتے ہیں وہ اس لئے کرتے ہیں کہ جو نوجوان ہیں وہ اپنی تعلیم میں اچھے نکلیں ان کے اچھے اخلاق ہوں وہ دنیا میں نام پیدا کریں۔ وہ دنیا بھی کمائیں اور اپنے خاندان کا اور اپنے ملک کا نام بھی روشن کریں۔

پچھلے سال ہمارے کالج کا (جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے) نتیجہ بہت خراب نکلا تھا اس سال خراب نہیں نکلنا چاہئے اس لئے جو منتظم ہیں یا استاد ہیں ان کو چاہئے کہ (امتحان قریب آ رہے ہیں) ابھی سے ایسا انتظام کریں کہ کمیت اور کیفیت ہر دو لحاظ سے

ہمارے نتیجے ویسے نکلیں جیسے نکلنے چاہئیں

کسی وقت تو تیس چالیس کالجوں میں سے اوپر کے دس پندرہ لڑکوں میں سے پانچ سات ہمارے کالج کے بھی ہوا کرتے تھے۔ یہ صحیح ہے کہ کبھی نسبتاً اچھے لڑکے داخل ہوتے ہیں کسی سال نسبتاً کمزور داخل ہوتے ہیں

یہ جگہ تو ساتھ لگا ہوا ہے لیکن کبھی پری انجینئرنگ میں، کبھی پری میڈیکل میں، کبھی ایف اے میں، کبھی بی ایس سی میں کوئی نہ کوئی گروہ یا ایک سے زیادہ گروہ استثنٰی نمایاں طور پر اچھا نتیجہ نکالتے تھے کہ دنیا حیران ہو جاتی تھی۔ غالباً

۶۰-۶۱ء کی بات ہے

مارشل لا کی طرف سے اس وقت بھی میڈیکل کالج میں ایڈمنسٹریٹر مقرر تھے چنانچہ داخلے کے وقت ایک ایسے شخص ایڈمنسٹریٹر تھے جن کو ہمارے کالج کا زیادہ پتہ نہیں تھا۔ وہ نمبروں کے لحاظ سے انٹرویو لے رہے تھے۔ پہلا لڑکا جو آیا تو انہوں نے دیکھا کہ تعلیم الاسلام کالج کا ہے۔ جانتے نہیں تھے۔ خیال نہیں کیا کہ ہوگا کوئی کالج۔ فرسٹ آگیا ہے لڑکا۔ جب تیسرا لڑکا آیا تو وہ بھی تعلیم الاسلام کالج کا۔ پھر زیادہ توجہ ہوئی لیکن کہا کچھ نہیں۔ پھر غالباً جو تھا لڑکا آیا وہ بھی تعلیم الاسلام کالج کا۔ پھر ان سے رہا نہیں گیا۔ اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے یہ کونسا کالج ہے جس کے اتنے اچھے نتیجے نکلے ہیں مجھے نہیں پتہ۔ خیر انہوں نے بتایا کہ یہ کونسا کالج ہے۔ غرض پہلے پندرہ میں سے چند یا آٹھ لڑکے ہمارے کالج کے تھے۔ اسی طرح کبھی انجینئرنگ کے ساتھ ہو جاتا تھا، کبھی بی ایس سی کے ساتھ ہو جاتا تھا۔ اور یونیورسٹی کی، نیصد سے کہیں زیادہ نتیجے نکلا کرتے تھے۔ لیکن پچھلے سال تو یونیورسٹی کی نیصد (جو خود بڑی کم ہے اور گندے کالجوں کی وجہ سے ہی اس کی فیصد گر جاتی ہے) اس سے بھی کم۔

پس یہ بڑی شرم کی بات ہے۔ اب ایک دفعہ تو ہو گیا کیونکہ ہمیں پتہ نہیں تھا کہ یہاں ہمارے اساتذہ اتنے بھی گر جائیں گے۔ لیکن اب تو پتہ لگ گیا ہے اس لئے اپنے آپ کو درست کریں۔

اپنے کام کی طرف توجہ دیں

اور دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی محنت اور خدمت کو قبول کرے اور نتائج اچھے نکالے۔ اگر آپ محنت نہ کریں نہ توجہ دیں نہ ذمہ داریوں کو نباہیں۔ نہ مقبول دعائیں آپ کی قسمت میں ہوں تو پھر تو ہمیں پتہ لگے گا کہ اللہ تعالیٰ کا منشاء یہی ہے کہ آپ پر گرفت کی جائے (خدا تعالیٰ اپنی گرفت سے ہر ایک کو محفوظ رکھے) لیکن جو میری ذمہ داری ہے وہ میں آج نباہ رہا ہوں اور میں ساری جماعت کے سامنے اساتذہ کو اور استانیوں کو، اگرچہ استانیاں تو نسبتاً اچھی ہیں۔ پچھلے سال انہوں نے بہت اچھے نتائج نکالے۔ مردوں کے لئے شرم کی بات تھی کہ لڑکیاں اتنی آگے نکل گئیں، لڑکوں سے اور استانیاں اتنی آگے نکل گئیں استادوں سے۔ لیکن بہرحال ان (استانیوں) کو بھی اپنا معیار جو اگرچہ خوشکن ہے اس سے بھی بلند کرنا چاہیئے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ سوائے حادثہ کے سو نیصدی نتیجہ نکلنا چاہیئے۔ حادثات اس زندگی کے ساتھ لگے ہوئے ہیں اس میں شک نہیں۔ لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ حادثے کے علاوہ اگر سو فیصد نتیجہ نہیں تو پھر وہ صحیح محنت نہیں ہے۔ کوئی وجہ نہیں ہے کہ کوئی طالب علم فیل ہو۔ اگر کوئی ایسا طالب علم ہے جو پڑھنے کے قابل ہی نہیں تو آپ اس کے ماں باپ کا روپیہ کیوں ضائع کروا رہے ہیں۔ (اس کو یہاں سے فارغ کر دیں اس مشورہ کے ساتھ کہ پڑھنے کی بجائے کوئی اور کام کرو) لیکن جس کے متعلق آپ یہ اعلان کرتے ہیں کہ یہ اس قابل ہے کہ پڑھے اور پاس ہو۔ وہ اگر پاس نہ ہو تو آپ کا فعل آپ کے قول کے خلاف ہوگا۔ اور جماعت آپ سے گرفت کرے گی۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول اور زنانہ سکول اور کالج تعلیم اور نتائج کے لحاظ سے شاید اتنے بُرے نہیں لیکن تربیت کے لحاظ سے انہیں بھی اور توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ربوہ کا ماحول خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑا اچھا ہے لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ ہم اس ماحول میں یا اس ماحول کے روشن اور منور چہرہ پر سیاہی کا ایک بار یک نقطہ بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ اگر ایک آدمی یا ایک بچہ بھی ایسا ہے جس کی صحیح تربیت نہیں تو ہمیں غصہ بھی آئے گا ہمیں فکر بھی پیدا ہوگی۔ ہم اپنی عقل اور سمجھ کے مطابق اصلاح کے لئے کارروائی بھی کریں گے

تعلیمی اداروں کے ساتھ

یہاں ایک اور ایسی دُم بھی لگ گئی ہے کہ بعض دفعہ وہ بھی فکر پیدا کرتی ہے۔ اور وہ وہ پرائیویٹ طلباء ہیں جو تعلیمی ادارے میں داخل نہیں ہوتے۔ لیکن یہاں وہ یا تو اساتذہ کی ٹیوشن لیتے ہیں یا ان کو کوئی اور سہولت ہوتی ہے اور کالج کے ڈسپلن اور ضبط سے بھی وہ باہر ہوتے ہیں اور عام طور پر وہ خدام الاحمدیہ سے بھی چھپے رہتے ہیں اور ان کی صحیح تربیت نہیں ہو سکتی

ابھی چند دن ہوئے ایک شخص کا دعا کے لئے میرے پاس خط آیا اور اس نے اپنا پتہ جو درج کیا تھا (یہیں ربوہ کا رہنے والا ہے) وہ غلط تھا اور اس میں چالاکی کی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سمجھ دی ہے پھر اللہ تعالیٰ تو اس طرح بھی فضل کرتا ہے کہ اسی دن مغرب کے بعد اس شخص کے متعلق

مجھے رپورٹ ملی

کہ یہ فلاں جگہ رہتا ہے۔ اور یہ اس کے حالات ہیں اور عشاء کے بعد جب میں اپنی ڈاک دیکھ رہا تھا تو اس میں اسی کا خط اور پتہ کوئی اور لکھا ہوا تھا۔ اور اس شخص نے اپنی طرف سے بڑی چالاکی کی ہوئی تھی کہ میں پتہ غلط لکھ رہا ہوں۔ جب میں نے پتہ لیا تو معلوم ہوا کہ وہ ایف اے کا پرائیویٹ امتحان دے رہا ہے۔ پھر میں سمجھا کہ یہ ایک ایسا شخص ہے جس کی تربیت کی طرف کوئی ادارہ توجہ نہیں کر رہا۔ کالج کا یہ طالب علم نہیں ان کے ضبط اور نظم سے باہر ہے اور خدام الاحمدیہ سے بھی اسی طرح چھپا پھرتا ہے کیونکہ بعض باتیں اور بھی پتہ لگ گئیں۔ لیکن یہ تو ایک مثال تھی جس نے یہ توجہ دلائی کہ ایک سلسلہ، ایک زنجیر ایسے طالب علموں کی ہے جو پرائیویٹ امتحان دیتے ہیں اور اس وجہ سے کالج کے ڈسپلن اور ضبط سے بھی باہر ہیں۔ اور دوسری تنظیموں سے بھی چھپے رہتے ہیں۔

اس لئے

نظارت تعلیم کو یہ آرڈر دینا چاہیئے

کہ تعلیم الاسلام کالج کسی ایسے لڑکے کے داخلے کے فارم پر جو پرائیویٹ امتحان دے رہا ہے دستخط نہیں کرے گا جب تک یہ تسلی نہ کرے کہ اخلاقی لحاظ سے اور تعلیمی لحاظ سے وہ لڑکا ایک خاص معیار سے نیچے نہیں ہے۔ یہ صحیح ہے کہ تعلیمی لحاظ سے شاید وہ اتنا اچھا نہ ہو۔ بعض اچھے بھی ہوتے ہیں۔ لیکن اخلاقی لحاظ سے تو وہ بہرحال گرا ہوا نہیں ہونا چاہیئے۔ اس کے بغیر ان کو اجازت نہیں دینی چاہیئے ورنہ اب میرے خیال میں اس وقت کوئی تیس چالیس لڑکے ایسے ہوں گے، یا اس سے بھی زیادہ اگر لڑکے لڑکیاں ملائی جائیں تو ساٹھ ستر ہوں گے جو پرائیویٹ امتحان دیتے ہیں۔ کیوں دیتے ہیں؟ پس کوئی تو

ان کے اوپر نگرانی ہونی چاہیئے

اگر انہوں نے یہاں امتحان دینا ہے یہاں کی فضا سے فائدہ اٹھانا ہے۔ یہاں کے سنٹر کے بھی، جو امتحانوں کے لئے بنتا ہے بڑے فائدے ہیں نہ شور ہے اور نہ ہنگامہ ہے۔ ایک طالب علم بڑے آرام سے یہاں امتحان دیتا ہے۔ باہر کے سنٹرز میں ایسی پُرسکون فضا نہیں ہوتی پس ہمارے کالج کو چاہیئے کہ اپنا معیار اس لحاظ سے بھی قائم رکھے۔ یہاں کی فضا یہاں کی دیانتداری کا ماحول کہ ہر شخص اپنے علم کے مطابق جواب دے۔ اور امتحان کے ہال میں کسی دوسری مدد کی طرف اس کا ذہن ہی نہ جائے ایسا ماحول ہونا چاہیئے

پس یہ ساری چیزیں فوری طور پر گرفت کے اندر آنی چاہیئیں۔ نظارت تعلیم اگر اس طرف توجہ نہیں دے گی تو پھر مجھے توجہ دینی پڑے گی۔ وہ تو طالب علموں اور اساتذہ کو سمجھائیں گے۔ لیکن جب میں سمجھاؤں گا تو مجھے ناظر تعلیم کو بھی سمجھانا پڑے گا جو میرے استاذ بھی ہیں

لیکن فرض فرض ہے

استاد کی عزت اپنی جگہ ہے وہ بھی ہم کریں گے۔ فرض کی ادائیگی میں کوتاہی اور غفلت اللہ تعالیٰ کو پیاری نہیں۔ ہم اپنی طرف سے یہی کوشش کریں گے کہ ہمارا رب ناراض نہ ہو۔

بہرحال آج کے بعد

پوری توجہ ہونی چاہیئے

نتیجہ تو جب نکلے گا اس وقت پتہ لگ جائے گا کہ کتنی توجہ دی گئی ہے لیکن اخلاقی لحاظ سے تو میرے پاس ہر روز رپورٹ آجاتی ہے۔ چاہے یہ رپورٹ ہو کہ سب ٹھیک ہے اور چاہے یہ رپورٹ ہو کہ کسی جگہ غلطی ہے۔ رپورٹ دینے والے محکمے بھی ہیں اور افراد بھی ہیں۔ ہم سب ایک جسم کی حیثیت رکھتے ہیں جیسا کہ میں شروع خلافت سے کہہ رہا ہوں کوئی چیز چھپی نہیں رہتی۔ کئی نادان ایسا نہیں سمجھتے۔ اب مثلاً ڈاک ہے۔

میں ساری ڈاک خود دیکھتا ہوں

اور کئی دفعہ جن کو کسی محکمے سے شکایت پیدا ہو جائے وہ ڈاک کے ذریعہ خط بھیجتے ہیں اور کہتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے خط آپ تک پہنچنے نہیں دیئے جاتے حالانکہ سارے خط میرے پاس پہنچے ہوتے ہیں اور میں نے ان کو دیکھا ہوتا ہے

پس یہ چیزیں جماعت پہنچانے والی ہے۔ دوست ذرا ذرا سی بات پہنچا دیتے ہیں

کوئی چیز چھپی نہیں رہتی

نہ رہنی چاہیئے ورنہ خلیفہ اور جماعت۔ اکٹھے ... خبر نہیں رہتا۔

بزعم نیابت نبوت میں خلیفہ بھی کان ہے۔ اور اس تک آوازیں پہونچتی رہتی ہیں۔ کوئی چیز چھپائی نہیں جا سکتی اور آخری ذمہ داری اس پر ہے۔ اور اپنے رب سے ہر وقت سب سے زیادہ خوف کھانے والا میں سمجھتا ہوں وہی ہے کیونکہ ساری ذمہ داری جو اس پر ڈال دی۔ بڑے

استغفار اور توبہ اور دعاؤں

کے ساتھ زندگی کے دن گزارنے پڑتے ہیں۔ اور سوائے خدا تعالیٰ کے خوف کے کسی کا خوف نہیں ہوتا اور سوائے خدا کی خوشنودی کے کسی اور جہت سے رضا کے حصول کی تمنا نہیں ہوتی اس واسطے اگر گرفت ہوگی تو بڑی سخت گرفت ہوگی۔ صرف خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کے لئے ہوگی۔ لیکن خدا کرے کہ ہماری آئندہ نسلوں کی جو ذمہ داری بعض احباب پر ڈالی گئی ہے وہ

اس ذمہ داری کو سمجھیں

اور تعلیمی اور تربیتی اور اخلاقی لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے حضور وہ سرخرو ہوں اور اللہ تعالیٰ کے پیار کو وہ حاصل کریں

اللّٰھم آمین

ضروری تصحیح

اخبار بدر کے "مسیح موعود نمبر" مجریہ ۱۹ امان میں صفحہ ۲۶ پر ایک مضمون بعنوان "مسیح محمدی یا مسیح موسوی" شائع ہوا ہے جس کے پہلے کالم کی سطر نمبر ۷ تا ۱۹ کی عبارت غلط چھپ گئی ہے جس سے مضمون غلط ہو گیا ہے اس عبارت کو مفصلہ ذیل طریق پر پڑھا جائے :-

"اسرائیلی تاریخ گو خدا تعالیٰ نے حکومتیں بھی دیں، نبوت سے بھی نوازا حتیٰ کہ ان میں ایک صاحب شریعت نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وجود میں مبعوث فرمایا۔ اور اس نبی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کی اصلاح چاہی لیکن یہود نے اس تعلیم کو جلد بھلا دیا۔ اپنے ہی نبیوں کی مخالفت کرتے اور ان کے قتل کے منصوبے بناتے رہے حتیٰ کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے ذریعہ ان پر لعنت بڑی جیسا کہ فرمایا لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُودَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ (مائدہ آیت ۷۹) پہلی لعنت کا نتیجہ یہ ہوا کہ امت اسرائیل حکومت کے انعام سے محروم ہو گئی"

احباب اس کے مطابق تصحیح فرمالیں تاکہ کسی طرح کا اشتباہ باقی نہ رہے — ایڈیٹر

منقولات

"جماعت اسلامی" مودودی صاحب کے مذہبی اعتقادات"

از ایس ایم فاروق احسان صاحب سیکرٹری رفاہِ عزبار سوسائٹی پٹنہ (صوبہ بہار)

اسلامی دنیا کے اس برصغیر میں ایک نام نہاد مذہبی فرقہ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی طرف سے ۱۹۴۱ء میں "جماعت اسلامی" کے نام سے لاہور میں شروع کیا گیا۔ تاکہ مودودی صاحب کے مخصوص اعتقادات کی اسلام کے نام پر اشاعت کی جا سکے۔ ہندوستان میں جماعت اسلامی پاکستان کی جماعت اسلامی کا ہی دراصل ایک شاخ ہے۔ یہ تنظیم چند مٹھی بھر متعصب مسلمانوں پر مشتمل ہے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کی پانچ کروڑ آبادی میں اس جماعت کے باقاعدہ ممبروں کی تعداد ۱۳۰۰ کے لگ بھگ ہے۔ اور بمشکل چند ہزار لوگ اس تنظیم سے ہمدردی رکھنے والے ہیں۔ اس کے عہدیدار تمام کے تمام تنخواہ دار کارکن ہیں۔ اس کی چند ایک شاخیں ہیں اور مرکزی دفتر دہلی میں ہے اس ادارہ کے اخراجات کے متعلق بتایا جاتا ہے کہ بیت المال سے کئے جاتے ہیں مگر آمد و خرچ کے حسابات کا گوشوارہ کبھی شائع نہیں کیا گیا جس سے کہ خرچ کے صحیح اعداد و شمار کا اندازہ لگایا جا سکے۔ صرف چند منتخب شدہ ممبران کو ووٹ دینے کا حق دیا گیا ہے۔ اور مودودی صاحب کے مخصوص عقاید سے اختلاف رائے رکھنے والوں کے لئے اس تنظیم میں کوئی جگہ نہیں ہے۔

آئین

اس جماعت کا آئین اسلام کی بنیادی تعلیمات اور قیام شریعت کے متعلق ہے جس حد تک اسلامی تعلیمات کی روشنی میں آئین کے اصولوں کا تعلق ہے، اس بارہ میں کوئی اختلاف یا دو رائیں نہیں ہو سکتیں۔ لیکن جماعت اسلامی کے آئین کو دیکھنے سے جو بات خاص طور پر کھٹکتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس کے پہلے اور دوسرے حصہ کو اس طرح مذہب کے لباس میں غلط طور پر ظاہر کیا گیا ہے کہ بہت سے لوگ اس (جماعت) کے بانی کو ہی اس آئین کا منبع سمجھتے ہیں۔ اور اس آئین کو ہی مذہب سمجھتے ہیں۔ اور اس کے اجماع کو مقدس خیال کرتے ہیں

اگر دن کے آئین کی دفعات (۱۷) ۵ و ۶ آف آرٹیکل نمبر ۳ اور آرٹیکل (i) و (vi) ۹ اور (viii) ۹ کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ نظر آئے گا کہ اس جماعت کی ممبری کے لئے ایک ضروری معیار یہ ہے کہ ایک مسلمان کو ضروری طور پر اسلام اور جاہلیت کا فرق معلوم ہو۔

جاہلیت کے لفظ کی یہ نئی اصطلاح اس کی صحیح وضاحت کی عدم موجودگی میں ایسے مسلمانوں کے لئے ایجاد اور استعمال کی گئی ہے جو اس آئین کی تعریف کے لحاظ سے معیاری مسلمان نہیں ٹھہرتے۔ جاہلیت کی اصطلاح جس کا مفہوم جماعت اسلامی کے نزدیک غیر اسلامی ہے عوام مسلمانوں پر چسپاں کرنے کے لحاظ سے آرٹیکل (vi) ۹ سے بھی ظاہر ہوتا ہے جس کے الفاظ یوں ہیں :-

"گہرے تعلقات اور تعاون کو نہ کہ عام انسانی تعلقات کو ایسے لوگوں سے منقطع کرنا جو حدود (شریعت) سے آگے بڑھنے والے اور غیر منصف اور خدائی احکام کو نظر انداز کرنے والے لوگ ہوں۔ اور ایسے لوگوں سے تعلقات کو استوار کیا جائے جو سچے ہوں اور خدا سے ڈرنے والے لوگ ہوں"

ابوالاعلیٰ مودودی نے اپنی کتاب "رسائل و مسائل" میں ایک جگہ اس امر کو واضح کرتے ہوئے تحریر کیا ہے کہ

"جہاں ایک خاندان کے افراد غیر اسلامی ہوں اور اپنے بھائیوں کی عملی (اسلامی) زندگی میں روک کا موجب ہوں تو اس موقعہ پر یہ بہتر ہوگا کہ ان کے درمیان انتشار کا بیج بو دیا جائے اور انکے درمیان باہمی دوستی کے تعلق کو ختم کر دیا جائے"

جماعت اسلامی کے آئین کے آرٹیکل نمبر (i) ۹ اور (vi) ۹ کے مطابق ایک جماعت اسلامی کے ممبروں میں ایک غیر ممبر کے لئے خواہ وہ کس قدر ہی قریبی عزیز کیوں نہ ہو کوئی حقیقی ہمدردی اور اچھے اخلاق کے برتاؤ کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ یہ وہ مقام ہے جہاں سے باہمی نفرت اور دشمنی کی بنا شروع ہوتی ہے۔ اور ممبر اور غیر مودودی جماعت کے فرد کے درمیان باوجود نسلی ممبر ہونے کے اس طرح کی دشمنی بڑھتے بڑھتے ایک خاندان کے اتحاد کو متاثر کرتی ہے۔ دشمنی اور نفرت اور علیحدہ پسندی کے اس جذبہ کی یہ لہر خاندانوں کی سطح سے بڑھ کر وسیع پیمانہ پر پھیل جاتی ہے۔ اور بالآخر تمام مسلمانوں کے امن و اتحاد کے لئے خطرہ کا موجب بن جاتی ہے۔ مسلمانوں میں جب کہ پہلے ہی شیعہ وسنی کے اختلافات تلخی کا موجب بنے ہوئے ہیں اور وہ اختلافات جو نئے مذہبی فرقوں جیسے وہابی، دیوبندی، ندوی، قادیانی اور کئی اور نئے فرقوں میں پھیلے ہوئے ہیں اور ان میں سے ہر ایک فرقہ اس بات کا دعویدار ہے کہ وہ صحیح اسلام کا علمبردار ہے ان میں ایک نئے فرقہ "جماعت اسلامی" کا اضافہ ہوا ہے جو اسلام کی حفاظت کا دعویدار ہے

جس طرح کہ اسلام اور جاہلیت کی اصطلاح ہے اس کے مطابق اس جماعت کے ہر ممبر کو دوسرے مسلمانوں سے اعلیٰ اور ارفع ہونے کا غلط زعم باطل ہے۔ اور ان کے دماغوں میں سوچنے کا ڈھنگ ان کے ایسے دھوکہ دینے والے لٹریچر سے پیدا ہوا ہے جو اسلام کے نام پر شائع کیا جاتا ہے۔ اور جو بالآخر ان کے دلوں میں قرآن اور سنت نبوی اور تمام صوفیائے کرام اور علمائے دین جو جمیع مسلمانوں کے لئے باعث عزت و احترام ہیں جماعت اسلامی ان کو عزت نہیں بخشتی بلکہ جماعت اسلامی والے صرف اپنے اصولوں کو ہی عزت دیتے ہیں

مودودی اعتقاد کے لوگ نہ ہی تو حدیث کے ماننے والوں کو صحیح سمجھتے ہیں اور نہ ہی اپنے آپ کو حنفیوں یا شافعیوں کے اصولوں کا پابند سمجھتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے اسلام کے اعلیٰ پایہ کے مفکر و فقیہہ بھی مودودی اعتقاد والوں کے اعتراض سے نہیں بچتے۔ اور مودودی اعتقاد والے لوگ اپنی تنقید میں اس قدر آگے بڑھے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کی بھی تشریح اپنے رنگ میں کی

دراصل مودودیوں کے اعتقادات دین مودودی کی ابتداء ہے جس کی طرز اکبر کے دین الٰہی سے مشابہ ہے اور یہ تعجب کی بات نہیں ہوگی کہ وقت کے گزرنے کے بعد مودودی اعتقادات کا اگر پھیلاؤ ہوا تو جماعت اسلامی کے ماننے والے انہیں اپنے وقت کے نبی کا مقام دے دیں۔

جماعت اسلامی کا پاکستان میں رول

اسلام کے نام پر بالفعل کوئی تعمیری کام کئے بغیر اس قسم کا تخریبی رول زیادہ مذہبی جنون اور جوش کے ساتھ جماعتِ اسلامی کی طرف سے پاکستان میں ادا کیا جا رہا ہے۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ مودودی اعتقاد کے لوگوں نے پاکستان میں احمدی جماعت کے خلاف جہاد کا اعلان کیا تھا۔ جس کے نتیجہ میں سینکڑوں مسلمان مرد، عورتوں، بچوں کا قتلِ عام ہُوا۔ ان کے مکانات لوٹے اور جلائے گئے۔ صرف اس قصور کی بنا پر کہ یہ لوگ (یعنی احمدی) (حضرت) مرزا غلام احمد قادیان کے اعتقادات کے ماننے والے تھے۔ کیا کوئی قابلِ ذکر مذہب اختلافِ رائے کی بنا پر مرد، عورتوں اور بچوں کے قتلِ عام کی تعلیم دیتا ہے۔ کیا مودودی صاحب کا یہ عمل قرآن اور سنت سے مطابقت رکھتا تھا۔ ایک موقعہ پر مودودی اعتقاد کے لوگوں نے (صدر) ایوب کی حکومت کو غیر اسلامی قرار دیا اور مس فاطمہ جناح مرحومہ کے نام کو اس کے مقابل پر پیش کیا۔ اور سنت کے خلاف یہ فتوے جاری کیا کہ ایک مسلمان عورت بھی ایک سلطنت کی سربراہ ہو سکتی ہے۔ جماعتِ اسلامی نے متعدد مرتبہ ابن الوقتی اور زمانہ سازی اختیار کرتے ہوئے پاکستان میں غیر اسلامی کردار ادا کیا۔ جس کا ردِّ عمل یہاں تک ہُوا کہ مودودی صاحب کے دیرینہ رفیق اور سرگرم ممبر مولانا کوثر نیازی ایڈیٹر ہفتہ وار شہاب لاہور، جو کہ جماعتِ اسلامی میں ایک کلیدی پوزیشن رکھتے تھے وہ بھی جماعتِ اسلامی کے آئین اور اس کے عمل کے اختلاف کو برداشت نہ کر سکے اور جماعت سے استعفا دے دیا۔

اخباروں سے ایسا نظر آتا ہے کہ اس جماعت نے سیاست کے میدان میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور انہوں نے آیندہ آنے والے انتخابات میں حصہ لینے کے لئے اپنا مینی فسٹو (منشور) شائع کیا ہے۔ یہ بھی دیکھنے والی بات ہے کہ آیندہ انتخابات پاکستان میں مذہب کے نام پر یہ جماعت کیا گل کھلاتی ہے۔

جماعت کا منتہائے مقصود

اس جماعت کا مقصد اقامتِ دین اور قرآن و سنت کے مطابق حکومت کا قیام ہے۔ یہ جماعت بیوقوفوں کی جنت میں بس رہی ہے اور ان کا مقصد چالاکی سے مسلمانوں میں اسلام کے نام پر تفرقہ پیدا کرنا ہے۔ ہندوستان کی حد تک اس جماعت کا نظریہ ایک فرضی تخیل ہے۔ اور ایسا تخیل ہے جو کہ بے اعتمادی، شک و شبہ اور اکثریتی فرقہ کے دلوں میں نفرت پیدا کرنے کا موجب ہے۔ ہندوستان میں بہت سی قومیں بستی ہیں اور یہاں کے اکثریتی فرقہ کا مذہب ہندو ازم ہے۔ ہندوستان میں ایک اسلامی حکومت کا نظریہ تب ہی ممکن سمجھا جا سکتا ہے جبکہ تمام اکثریتی فرقہ کے لوگ مودودی عقیدے کے ماننے والے ہو جائیں۔ یا کسی جادو کی چھڑی سے اکثریتی فرقہ کے لوگوں کو اس طرح موہ لیا جائے کہ ان پر قرآن اور سنت کے احکام جاری کئے جا سکیں۔ یہ امر صاف طور پر ظاہر ہے کہ اس زمانہ میں یہ دونوں صورتیں ناقابلِ عمل ہیں۔ اس لئے یہ مقصد صرف جماعتِ اسلامی کے ماننے والوں کے لئے پُرکشش ہو سکتا ہے۔ لیکن ایک بات بہرحال صاف طور پر نظر آتی ہے کہ اس خطرناک مقصد کی اشاعت مسلمانوں کو فائدہ کی نسبت زیادہ نقصان دہ ثابت ہوگی۔

ہندوستان میں جماعتِ اسلامی کی گزشتہ تیس سالہ زندگی میں باوجود اس کے کہ لکھوکھا روپیہ تنظیم کے نام پر جمع کیا جاتا رہا ہے سوائے معمولی لٹریچر رسالہ جات وغیرہ کی اشاعت کے انہوں نے مسلمانوں کی بہتری کے لئے یا بنی نوعِ انسان کی بہتری کے لئے کوئی ایک تعمیری کام بھی سر انجام نہیں دیا اور اس طرح جو رقوم جمع کی گئیں وہ عملے پر اور اس کی تنظیم پر اور عہدیداروں، ممبروں اور ہمدردوں اور مودودی عقاید کی اشاعت پر خرچ کیا جاتا رہا۔

گزشتہ سیلاب اور فرقہ وارانہ فسادات جماعتِ اسلامی کے روپیہ بٹورنے کیلئے اچھے مواقع پیدا کرتے رہے ہیں اور انہوں نے مصیبت زدگان کے نام پر جو روپیہ اکٹھا کیا اس سے فائدہ اٹھانے والوں کی اکثریت بالواسطہ یا بلاواسطہ ان کی تنظیم کے معاونوں پر مشتمل تھی

احمد آباد کے فرقہ وارانہ فسادات ۱۸ر ستمبر ۱۹۶۹ء کو شروع ہوئے اور چند دنوں میں دب گئے۔ لیکن پورے ایک ماہ تک کوئی مسلم تنظیم فسادات سے متاثر اور مصیبت زدگان لوگوں کی امداد کے لئے آگے نہ بڑھی۔ اس کے برخلاف اس محاورہ کے مطابق کہ "جب روم جل رہا تھا نیرو ساز بجا رہا تھا" جماعتِ اسلامی کے لوگ تمام ہندوستان میں مصیبت زدگان کے نام پر چندہ اکٹھا کر رہے تھے خدا کا شکر ہے دہلی کی ایک رپورٹ کے مطابق وہاں سب سے پہلے ایک عیسائی سوسائٹی امداد کے لئے پہنچی اور تین ویگن کھانے کی چیزوں کمبلوں، برتنوں اور دوائیوں کے اس سوسائٹی نے مدد کے لئے بھجوائے

آخر باقی ان رقوم کا کیا بنا جو جماعتِ اسلامی نے پہلے امدادی اغراض کے لئے جمع کی تھیں۔ جماعتِ اسلامی کی سرگرمیوں کا ایک عام جائزہ ظاہر کرتا ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کی بھلائی کے لئے کچھ نہیں کیا۔ اگر یہ نہیں ہے تو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس جماعت نے اُن بڑھ غریب اور راستہ سے بھٹکے ہوئے مسلمانوں کو سچائی، ایمانداری اور اسلامی تعلیمات کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کے لئے کون سے ٹھوس اقدام کئے۔ انہوں نے ہزاروں لاکھوں غریب مسلمانوں کو تعلیم اور ملازمت دلانے کے لئے کیا کوشش کی؟ کس قدر سکول۔ کالج۔ انڈسٹری ٹریننگ کے سنٹر۔ یا گھریلو صنعتوں کے ادارے اس جماعت کی طرف سے مسلمانوں کی بہتری اور فائدے کے لئے جاری کئے۔ کیا جماعتِ اسلامی کے ممبروں نے کبھی ان غریب اور فاقہ کش مسلمانوں کا جائزہ لینے کی فکر کی ہے جو اقتصادی بدحالی کا شکار ہیں۔ اور اپنی زندگی کو قائم رکھنے کے لئے ایک لقمہ غذا کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ کیا جماعتِ اسلامی نے مسلمانوں کی سوسائٹی میں پیدا شدہ برائیوں کو دور کرنے کے لئے کوئی ٹھوس قدم اٹھانے کی کوشش کی ہے۔ کیا کبھی انہوں نے ان اغراض کے لئے اپنے حلقوں میں ہفتہ وار یا ماہوار اجلاس منعقد کئے ہیں۔ کیا اس جماعت نے کبھی بھوکوں کو کھانا کھلانے، ننگے اور محتاجوں کو کپڑا پہنانے اور بیماروں اور محتاجوں کو مدد دینے کی کاروائی کی ہے۔ ہم کو اس تحریک کے حامیوں کی طرف سے جواب کا انتظار رہے گا۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ جماعتِ اسلامی کو خبردار کر دیں اور بتا دیں کہ وہ ایک بار مسلمانوں کو دھوکا دے سکتے ہیں لیکن مستقل طور پر ایسا نہیں کر سکتے۔ صرف پمفلٹوں اور کچھ لٹریچر کی تقسیم اور مسجدوں میں مودودی اعتقادات کے متعلق اجلاس کرنا مسلمانوں کے لئے حقیقی فائدہ کا موجب نہیں ہو سکتے۔ ہندوستان کے مسلمانوں کو آج اس امر کی ضرورت ہے کہ ان میں حقیقی بیداری پیدا کی جائے۔ اسلامی قدروں کو از سرِ نو پیدا کرنے کے لئے ان کی اقتصادی منصوبہ بندی کر کے موجودہ بدحالی کو دور کیا جائے تاکہ وہ اکثریتی فرقہ کے دوش بدوش برادرانہ جذبہ کے ساتھ ترقی کی راہوں پر چل سکیں۔ اور زندگی کے ہر شعبہ میں ترقی کر کے اپنے لئے اور اپنے ملک و قوم کے لئے مفید ہو سکیں۔

(دی سنڈے سرچ لائٹ، پٹنہ - مورخہ ۲۲ر فروری ۱۹۷۰ء)

درخواست دُعا: ان ایام میں کچھ کاروباری پریشانیاں درپیش ہیں انکے ازالہ کیلئے احباب سے درخواستِ دعا ہے۔ عبدالحمید انصاری حیدر آباد

آپ کا چندہ اخبار ختم ہے

مندرجہ ذیل خریداران اخبار بدر کا چندہ ماہ ہجرت ۱۳۴۹ ہش (مئی ۱۹۷۰ء) میں کسی تاریخ کو ختم ہو رہا ہے۔ ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنی اولین فرصت میں ایک سال کا چندہ مبلغ دس روپے بھجوا کر ممنون فرماویں تاکہ ان کے نام اخبار جاری رہ سکے اگر ان کی طرف سے چندہ وصول نہ ہُوا تو چندہ ختم ہونے کی تاریخ کے بعد ان کے نام اخبار بدر کی ترسیل بند کر دی جائے گی

امید ہے کہ اخبار کی افادیت کے پیشِ نظر تمام احباب جلد رقم ارسال کر کے ممنون فرماویں گے ان احباب کو بذریعہ خط بھی اطلاع دی جا رہی ہے۔

مینیجر بدر قادیان

نمبر خریداری	اسمائے خریداران	نمبر خریداری	اسمائے خریداران
۱۰۰۸	مکرم بابو عبدالرزاق صاحب	۱۵۰۳	مکرم سید ممتاز جبین صاحب
۱۰۲۲	" حافظ یامین صاحب	۱۵۲۶	" لائق احمد صاحب
۱۰۳۷	" سید محمد عقیل صاحب	۱۵۳۷	" عبد الغفار صاحب
۱۰۴۶	" مولوی احمد اللہ صاحب	۱۵۳۹	" عین العارفین صاحب
۱۰۷۹	" مرزا اظہر بیگ صاحب	۱۵۴۰	" پروفیسر نور الدین صاحب ایم
۱۱۲۱	" محمد شرف الدین صاحب	۱۵۴۱	" پیرزادہ بشیر احمد صاحب
۱۱۲۲	" عبد الحلیم صاحب صراف	۱۵۴۳	" چودھری محمد شفیع صاحب
۱۱۴۵	" سید ابو صالح صاحب	۱۵۸۵	" محمد جمیل صاحب عباسی
۱۱۵۸	" ایس ایم آئی عارفین صاحب	۱۶۸۲	" [illegible] صاحب
۱۱۸۳	" مرزا احمد اللہ بیگ صاحب	۱۷۰۱	مکرمہ منفرہ بیگم صاحبہ زہرہ
۱۳۷۴	" محمد بشیر خان صاحب	۱۸۳۹	مکرم مسعود خورشید صاحب
۱۴۱۰	" شیخ محمد امام صاحب	۱۸۴۶	" چودھری محمد یعقوب صاحب
۱۴۲۳	" بہادر خان صاحب سانداھن		

اسلام و ورثۂ فلسطین

فلسطین پر مسلمانوں کے دائمی غلبہ کی بشارات

از محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب قادیانی فاضل نائب ناظر تالیف وتصنیف قادیان

قسط نمبر ۴

غلبہ کا ایک ذریعہ ۔ اسلام کی اشاعت

دنیا میں اسلام کی تبلیغ واشاعت کی عالمگیر مہم چلانے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو علمی طور پر پوری طرح تیار کریں۔ اسلامی تعلیم اور قرآن کریم کے علوم و معارف سے آگاہی حاصل کریں ۔ ان میں مہارت پیدا کریں۔ مخالف علوم سے واقفیت بہم پہنچائیں عقلی نقلی دلائل کا ذخیرہ جمع کریں

اخلاقی طور پر اسلامی نمونہ وکردار کی ضرورت ہے نرمی حلم ۔ بردباری ۔ تحمل اور برداشت کی طاقت اپنے اندر اجاگر کریں جَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ کے طریق پر چلنا ضروری ہے یعنی ان سے بہترین دلائل اور اعلیٰ نمونہ کے ذریعہ سے پیش آئیں۔ مقناطیسی جذب و کشش کی قوت بھی ضروری ہے۔ دنیا اس وقت اسلام کی سخت محتاج ہے۔ اور جس بحران سے وہ دوچار ہے اس کا حقیقی علاج اسلام ہی ہے۔ اور آج بڑے تلخ تجربوں کے بعد ان میں سے سنجیدہ طبقہ اسلام کو قبول کرنے کے قریب آچکا ہے۔

جماعت احمدیہ کی کامیاب تبلیغ

جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کی کامیابی اور عالمگیر وسیع اشاعت کے لئے جد وجہد کے شاندار نتائج چاروں طرف اکناف عالم میں اس پر زندہ شاہد وناطق ہیں

ہاں اس کام میں کامیابی کے لئے جانی ، مالی قربانیوں کی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح صدرِ اسلام میں تھی۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ کیونکہ آج کا میدان پہلے سے بہت وسیع ہے۔ اس کے لئے وسیع پیمانہ پر زندگیوں اور جائدادوں اور اموال کے وقف کی ضرورت ہے۔ مسلمانوں کو حقیقی زندگی تبھی حاصل ہو سکتی ہے جبکہ وہ قومی سطح پر اپنے اموال اور نفوس کو خدا تعالےٰ کے راستہ میں لگادیں اور اس کے دین کی خدمت میں انہیں صرف کرنے سے ذرا بھی دریغ نہ ہو۔ اور جو کام خدا تعالےٰ نے ان کے سپرد فرمایا ہے۔ اسی کی سرانجام دہی کے لئے وہ تن من دھن غرضیکہ سب کچھ قربان کرکے پورے پورے جوش وخروش سے اس میں لگ جائیں

(دوم) کامیابی کے مادی ذرائع

دوسرا طریق مادی ہے جس کے ذریعہ سے وہ عارضی وقتی طور پر صرف دنیوی برکات پا سکتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ وہ اس قسم کے غلبہ کے لئے اپنی طرف سے پوری تیاری کریں۔ بڑھ چڑھ کر مالی وجانی قربانیاں دیں۔ ظاہری سامانِ حرب حاصل کریں اور جس طرح بھی ممکن ہو سکتا ہے اسے پیدا کرنے کی کوشش کریں

کامل اتحاد کی ضرورت

اور یہ بھی ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے اندر یگانگت ویکجہتی پیدا کریں۔ ان کے اندر کامل اتحاد واتفاق ہو۔ محبت واخوت ہو۔ ایک دوسرے کی ہمدردی اور خیر خواہی ہو وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وہ ایک نظام میں منسلک ہو جائیں ۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ ۔ آل عمران ۔ اور سورۂ اعراف میں اہلِ کتاب کے فضائل ورذائل بیان کرنے کے ضمن میں مسلمانوں کو ان کے شر سے بچنے کے لئے پوری طرح متحد اور ہوشیار رہنے کی تاکید فرمائی ہے اس نے ان کے ہتھکنڈوں اور شاطرانہ چالوں سے بھی آگاہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ اگر ان سے ہوشیار رہیں گے تو اللہ تعالےٰ ان کو ان کے شر سے محفوظ رکھے گا۔

پس ضرورت ہے کہ سب کا مشترکہ پلیٹ فارم ہو اور سب کا ایک ہی منصوبہ اور پروگرام ہو جس میں کسی طرح کے رخنہ کی گنجائش نہ ہو مسلمان اپنا انتشار وافتراق دور کرکے ایسی مضبوط طاقت بن جائیں کہ مخالف طاقتیں ان میں کسی قسم کا شگاف پیدا نہ کرسکیں وہ بنیانِ مرصوص بن جائیں۔

دوسری طاقتوں کو اپنا حلیف بنانے کی ضرورت

علاوہ ازیں دنیا میں دوسروں کی طاقت سے بھی فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ نے یہود کے متعلق فرمایا تھا کہ وہ ہر جگہ ذلیل وخوار رہیں گے اور کسی جگہ ان کی حکومت قائم نہ ہو سکے گی ۔ اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ ۔ سوائے اس کے کہ وہ یا تو خدا کے رستے کو مضبوطی سے پکڑ لیں اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اسلام کو قبول کرلیں ۔ یہ اصل اور حقیقی طریق ہے یا پھر وہ دوسری حکومتوں سے مدد حاصل کریں ۔ چنانچہ انہوں نے قرآن کریم کی اس تجویز سے فائدہ اٹھاکر دوسری طاقتوں وحکومتوں سے مدد لے کر ملک فلسطین مسلمانوں سے چھین لیا ہے۔ اور وہ اپنے منصوبہ میں کامیاب ہوگئے ہیں

پس مسلمانوں کے سامنے بھی یہی دو طریق ہیں ۔ یا تو وہ خدا کے رستے کو مضبوطی سے پکڑ لیں اور مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہوکر اسلام و محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مضبوط تعلق پیدا کرلیں یا پھر دوسری طاقتوں سے مدد حاصل کریں ۔ ان کو اپنا حلیف بنائیں اور اس طرح اپنی ظاہری طاقت کو بحال کرکے اپنا کھویا ہوا اقتدار حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

دجالی قوتوں کی ناقابلِ تسخیر طاقت

حدیث میں آیا ہے کہ آخری زمانہ میں دجالی قومیں یاجوج وماجوج ، جن سے مراد روس انگریز اور امریکن وغیرہ ہیں ۔ ایسی طاقت حاصل کریں گی کہ لَا يَدَانِ لِأَحَدٍ بِقِتَالِهِمَا کہ دنیا کی کوئی قوم ظاہری طاقت کے لحاظ سے ان کا مقابلہ نہ کرسکے گی ۔ چنانچہ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہ اقوام اپنی ظاہری طاقت اور جنگی سامان وآلات حرب اور اپنی چالوں میں سب اقوام سے آگے نکل چکی ہیں۔ کسی کو بھی تابِ مقابلہ نہیں۔

پس جس طرح اسرائیل نے مادی ذرائع اختیار کرکے غلبہ پالیا ہے۔ مسلمان بھی مادی ذرائع کے ذریعہ سے غلبہ کے حصول کے لئے کوشش کریں اور دوسری طاقتوں کو اپنے ساتھ ملانے کے لئے تدبیر سوچیں ۔ علاوہ ازیں یہ امر بھی نظر انداز نہیں ہونا چاہیئے کہ مسلمان ایک عزم راسخ لے کر اٹھیں اور اپنی جد وجہد ومساعی میں استقلال واستقامت پیدا کریں ۔ جب تک عزم بالجزم کے ساتھ استقلال ، ہمت ، جرات ، دلیری وجوانمردی شامل نہ ہو اس وقت تک کامیابی محال ہے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ نے مسلمانوں کو بیدار کرنے کے لئے بار بار ان امور کو ان کے سامنے رکھا اور ان کو بیدار کرنے کے لئے تحریکیں کیں مگر ان کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی ۔ اور وہ خوابِ غفلت میں مدہوش رہے۔ اگر اب بھی وہ ان امور کی طرف توجہ کرکے ان پر عمل پیرا ہو جائیں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ کامیاب نہ ہوں ۔ اگر یہود ان امور کو اپنا کر کامیابی حاصل کرسکتے ہیں تو وہ کیوں نہیں حاصل کر سکتے ۔ یقیناً کرسکتے ہیں قرآن کریم اور احادیث نیز بائیبل سے پتہ لگتا ہے کہ ان دجالی اقوام یاجوج وماجوج میں ایک فیصلہ کن جنگ ضرور ہوگی ۔ اللہ تعالیٰ اس جنگ میں ان کی کمر توڑ دے گا اور ان کی طاقت کو ختم کردے گا اور گو وہ اس وقت متفرق چالوں اور معاہدات کے ذریعہ سے اس جنگ سے پیچھے ہٹے ہوئے ہیں مگر وہ ایک نہ ایک دن ان پر پڑ کر رہے گی اس لئے مسلمانوں کو ان سے خائف ہونے کی ضرورت نہیں۔

فلسطین میں اسرائیل کا قیام اور حضرت امام جماعت احمدیہ کی طرف سے مسلمانوں کو انتباہ

آج سے اکیس بیس سال قبل جب بڑی طاقتوں کے منصوبہ کے نتیجہ میں فلسطین میں اسرائیل کا قیام عمل میں آیا تو حضرت امام جماعت احمدیہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عالم اسلام کو اس نئے فتنہ کے مضرات اور مہلک اثرات کی وسعت سے خبردار کرتے ہوئے مسلمانوں کے سامنے کچھ عملی تجاویز رکھی تھیں مگر مسلمانوں نے ان سے کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔ ان پر آجکل کے حالات میں جبکہ یہودی مملکت کے بلادِ اسلامیہ کے بعض حصوں پر غالب ہوجانے کی وجہ سے خطرات نے اور بھی زیادہ سنگین اور بھیانک صورت اختیار کرلی ہے عمل پیرا ہونا پہلے سے کہیں زیادہ ضروری ہو چکا ہے۔ حضور نے فرمایا:۔

(۱) "وہ دن جس کی خبر تورات اور انجیل میں بھی دی گئی تھی ۔ وہ دن جو مسلمانوں کے لئے نہایت ہی تکلیف دہ اور اندیشناک بتایا جاتا تھا معلوم ہوتا ہے کہ آن پہنچا ہے۔ فلسطین میں یہودیوں کو پھر بسایا جارہا ہے ۔ اور امریکہ اور روس جو ایک دوسرے کا گلا کاٹنے پر آمادہ ہو رہے ہیں اس مسئلہ میں ایک بستر کے دو ساتھی نظر آتے ہیں

(۲) فلسطین ہمارے آقا اور مولیٰ ...

کی آخری آرامگاہ کے قریب ہے جن کی زندگی میں بھی یہودی ہر قسم کے نیک سلوک کے باوجود بڑی بے شرمی اور بے حیائی سے ان کی ہر قسم کی مخالفتیں کرتے رہتے تھے۔ اکثر جنگیں یہود کے اکسانے پر ہوئی تھیں کسریٰ کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے قتل کر دانے پر انہوں نے ہی اُکسایا تھا۔ خدا نے ان کا منہ کالا کیا مگر انہوں نے اپنے خبثِ باطنی کا اظہار کر دیا۔ غزوۂ احزاب کی لیڈری یہود کے ہاتھ میں تھی۔ سارا عرب اس سے پہلے کبھی اکٹھا نہ ہوا تھا۔ مکہ والوں میں ایسی قوتِ انتظامی تھی ہی نہیں۔ یہ مدینہ سے جلاوطن شدہ یہودی قبائل ہی کا کارنامہ تھا۔ کہ انہوں نے سارے عرب کو اکٹھا کر کے مدینہ کے سامنے لا ڈالا۔ خدا نے ان کا منہ کالا کیا مگر یہود نے کوئی کسر باقی نہ رکھی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اصلی دشمن مکّہ والے تھے مگر مکہ والوں نے کبھی دھوکا سے آپ کی جان لینے کی کوشش نہیں کی۔ آپ جب طائف گئے اور ملک کے قانون کے مطابق مکّہ کے شہری حقوق سے آپ دستبردار ہو گئے مگر آپ کو لوٹ کر مکہ میں آنا پڑا تو اس وقت مکہ کا ایک شدید ترین دشمن آپ کی امداد کے لئے آگے آیا اور مکّہ میں اس نے اعلان کر دیا کہ میں محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کو شہریت کے حقوق دیتا ہوں۔ وہ پانچوں بیٹوں سمیت آپ کے ساتھ مکّہ میں داخل ہوا اور اپنے بیٹوں سے کہا کہ محمدؐ ہمارا دشمن ہی سہی پر آج عرب کی شرافت کا تقاضا ہے کہ جب وہ ہماری امداد سے شہر میں داخل ہونا چاہتا ہے تو اس کے اس مطالبہ کو پورا کریں ورنہ ہماری عزت باقی نہیں رہے گی۔ اس نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ اگر کوئی دشمن آپؐ پر حملہ کرنا چاہے تو تم میں سے ہر ایک کو اس سے پہلے مر جانا چاہئیے کہ وہ آپؐ تک پہنچ سکے۔ یہ تھا عرب کا شریف دشمن۔ اس کے مقابلہ میں بدبخت یہودی جس کو قرآن کریم مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن قرار دیتا ہے اس نے رسولِ کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر بلایا اور صلح کے دھوکا میں چکّی کا پاٹ کوٹھے پر سے پھینک کر آپؐ کو مارنا چاہا۔ خدا تعالےٰ نے آپؐ کو اس منصوبہ کی خبر کر دی۔ اور آپؐ بسلامت وہاں سے نکل آئے۔"

مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن یہود کے بد ارادے

"یہودی قوم کی ایک عورت نے آپؐ کی دعوت کی اور زہر ملا ہؤا کھانا آپ کو کھلایا۔ آپؐ کو خدا تعالیٰ نے اس موقع پر بھی بچا لیا مگر یہودی قوم نے اپنا سارا اندرونہ ظاہر کر دیا۔ یہی دشمن ایک مقتدر حکومت کی صورت میں مدینہ کے پاس سر اٹھانا چاہتا ہے، شاید اس نیت سے کہ اپنے قدم مضبوط کر لینے کے بعد وہ مدینہ کی طرف بڑھے جو مسلمان یہ خیال کرتا ہے کہ اس بات کے امکانات بہت کمزور ہیں اس کا دماغ خود کمزور ہے۔ عرب اس حقیقت کو سمجھتا ہے۔ عرب جانتا ہے کہ اب یہودی عرب میں سے عربوں کو نکالنے کی فکر میں ہے اس لئے وہ اپنے جھگڑے اور اختلافات کو بھول کر متحدہ طور پر یہودیوں کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہو گیا ہے۔ مگر کیا عربوں میں طاقت ہے۔ کیا یہ معاملہ صرف عرب سے تعلق رکھتا ہے؟ ظاہر ہے کہ نہ عربوں میں اس مقابلہ کی طاقت ہے اور نہ یہ معاملہ صرف عربوں سے تعلق رکھتا ہے"

محمد رسول اللہ صلعم کی عزت کا سوال

"سوال فلسطین کا نہیں۔ سوال مدینہ کا ہے۔ سوال یروشلم کا نہیں سوال خود مکہ مکرمہ کا ہے۔ سوال زید اور بکر کا نہیں سوال محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کا ہے۔ دشمن باوجود اپنی مخالفتوں کے اسلام کے مقابل اکٹھا ہو گیا ہے۔ کیا مسلمان باوجود ہزاروں اتحاد کی وجوہات کے اس موقع پر اکٹھا نہیں ہو گا"

(۱۳) "ہمارے لئے یہ سوچنے کا موقع آ گیا ہے کہ کیا ہم کو الگ الگ اور باری باری مرنا چاہیئے یا اکٹھے ہو کر فتح کے لئے جدوجہد کرنی چاہیئے؟ میں سمجھتا ہوں وہ وقت آ گیا ہے جب مسلمانوں کو یہ فیصلہ کرنا چاہیئے کہ یا تو وہ ایک آخری جدوجہد میں فنا ہو جائیں گے یا کلّی طور پر اسلام کے خلاف ریشہ دوانیوں کا خاتمہ کر دینگے مصر، شام اور عراق کا ہوائی بیڑہ سَو ہوائی جہازوں سے زیادہ نہیں لیکن یہودی اس سے دس گنا بیڑہ نہایت آسانی سے جمع کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔ بہرحال عالم اسلامی کو روس اور امریکہ دونوں کا مقابلہ کرنا ہو گا مگر عقل اور تدبیر سے۔ اتحاد اور یکجہتی سے۔ میں سمجھتا ہوں مسلمان اب بھی دنیا میں اتنی تعداد میں موجود ہیں کہ اگر وہ مرنے پر آ جائیں تو انہیں کوئی مار نہیں سکے گا۔ لیکن میری یہ امیدیں کہاں تک پوری ہو سکتی ہیں اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔"

منہ کی پھونکوں کی بجائے مستقل قربانیوں کی ضرورت

(۱۴) "آج ریزولیشنوں سے کام نہیں ہو سکتا۔ آج قربانیوں سے کام ہو گا۔ اگر پاکستان کے مسلمان واقعہ میں کچھ کرنا چاہتے ہیں تو اپنی حکومت کو توجہ دلائیں کہ ہماری جائدادوں کا کم از کم ایک فیصدی حصّہ اس وقت لے لے۔ ایک فیصد حصہ سے ہی پاکستان کم از کم ایک ارب روپیہ اس غرض کے لئے جمع کر سکتا ہے۔ اور ایک ارب روپیہ سے اسلام کی موجودہ مشکلات کا بہت کچھ حل ہو سکتا ہے۔ پاکستان کی قربانی کو دیکھ کر باقی اسلامی ممالک بھی قربانی کریں گے۔ اور یقیناً پانچ چھ ارب روپیہ جمع ہو سکے گا جس سے فلسطین کے لئے باوجود یوروپین ممالک کی مخالفت کے آلات جمع کئے جا سکتے ہیں۔ ایک روپیہ کی جگہ دو۔ دو روپیہ کی جگہ تین۔ تین روپیہ کی جگہ پر چار اور چار روپیہ کی جگہ پر پانچ خرچ کرنے سے کہیں نہ کہیں سے چیزیں مل جائیں گی۔ یوروپین لوگوں کی دیانتداری کی قیمت ضرور ہے۔ خواہ وہ گراں ہی کیوں نہ ہو انہیں خریدا ضرور جا سکتا ہے۔ خواہ بڑھیا بولی پر مگر بولی دینے کے لئے جیب بھی بھری ہوئی ہونی چاہیئے۔ پس میں مسلمانوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ اس نازک وقت کو سمجھیں اور یاد رکھیں کہ آج رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ لفظ بلفظ پورا ہو رہا ہے۔ یہودی اور عیسائی اور دہریہ مل کر اسلام کی شوکت کو مٹانے کے لئے کھڑے ہو گئے ہیں پہلے فرداً فرداً یوروپین اقوام مسلمانوں پر حملہ کرتی تھیں مگر اب مجموعی صورت میں ساری طاقتیں مل کر حملہ آور ہوئی ہیں

آؤ ہم سب مل کر ان کا مقابلہ کریں کیونکہ اس معاملہ میں ہم میں کوئی اختلاف نہیں دوسرے اختلافوں کو ان امور میں سامنے لانا جن میں کہ ہیں نہایت بیوقوفی اور جہالت کی بات ہے پھر اگر ہم تقوےٰ سے کام لیں تو اللہ تعالےٰ کی پہلی پیشگوئی اس رنگ میں پوری ہو سکتی ہے۔ یہود نے آزاد حکومت کا وہاں اعلان کر دیا ہے لیکن اگر ہم نے تقوےٰ سے کام نہ لیا تو پھر وہ پیشگوئی لمبے وقت تک پوری ہوتی چلی جائے گی۔ اور اسلام کے لئے ایک نہایت خطرناک دھکا ثابت ہو گی۔ پس ہمیں چاہیئے کہ اپنے عمل سے، اپنی قربانیوں سے، اپنے اتحاد سے، اپنی دعاؤں سے۔ اپنی گریہ وزاری سے اس پیشگوئی کا عرصہ تنگ سے تنگ کر دیں اور فلسطین پر دوبارہ محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم کی حکومت کے زمانہ کو قریب سے قریب کر دیں۔

اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم ایسا کریں تو اسلام کے خلاف جو رَو چل رہی ہے وہ الٹ پڑے گی۔ عیسائیت کمزوری اور انحطاط کی طرف مائل ہو جائے گی اور مسلمان پھر ایک دفعہ بلندی اور رفعت کی طرف قدم اٹھانے لگ جائیں گے۔ شاید قربانی مسلمانوں کے دل کو بھی صاف کر دے اور ان کے دل بھی دین کی طرف مائل ہو جائیں۔ پھر دنیا کی محبت ان کے دلوں سے سرد ہو جائے۔ پھر خدا اور اس کے رسول اور اس کے دین کی عزت اور احترام پر وہ آمادہ ہو جائیں اور ان کی سینہ دینی دین سے اور ان کی بے ایمانی ایمان سے اور ان کی سستی چستی سے اور ان کی بدعملی سعیٔ پیہم سے بدل جائے۔"

(اقتباسات از مضمون الکفر ملّۃ واحدۃ مطبوعہ اخبار الفضل ۲۱ر مئی ۱۹۴۸ء)

موجودہ حالات مسلمانوں کیلئے تازیانۂ عبرت ہیں

اب تو اس سخت خطرناک کر توڑ اور فاش شکست کے بعد مسلمانوں کا سنجیدہ طبقہ بھی ان کی نااہلیت کا اظہار کر کے ان کو مذکورہ ذرائع کے اختیار کرنے کی طرف توجہ دلا رہا ہے چنانچہ اس بارہ میں شاہِ مراکش کا بیان حقیقت افروز ہے۔ اور مسلمانوں کی حقیقی بیماری اور علاج کی نشاندہی کر رہا ہے!

شاہِ مراکش کا بیان اور مسلمانوں کیلئے عذابِ الٰہی کی تنبیہ

اخبار "جنگ" کراچی مورخہ ۱۶؍ جون ۱۹۶۷ء میں شاہ موصوف کا بیان آیا ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کو اپنی اصلاح کرنے اور متحد ہونے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا ہے:-

"مشرقِ اوسطیٰ کی حالیہ جنگ میں

عربوں کی شکست کی سب سے بڑی وجہ عرب ریاستوں کا عدم اتحاد اور مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے گناہ ہیں۔ خدا نے ہمیں ہمارے گناہوں کی سزا دی ہے اور ہمیں متحد ہونے کی ہدایت کی ہے۔ خدا نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ایک دوسرے کی توہین نہ کی جائے۔ اور ہم نے زبانی اور تحریری طور پر ایک دوسرے کی توہین کی ہے۔ خدا نے ہمیں ایک اور موقع دیا ہے کہ ہم اس کے دئے ہوئے احکامات کی پابندی کریں۔ اور اپنی زندگی کو خدائی قانون کے مطابق ڈھالیں خدا نے ہم سے اس لئے آنکھیں موڑ لیں کہ ہم خود اس سے دور ہو گئے"

انقلاب کیلئے اللہ تعالیٰ کی سنّت

شاہ موصوف نے صفائی سے حقائق کا اعتراف کیا ہے۔ اور دلی ہمدردی سے ان کو اصلاح کا طریق بتایا ہے۔ جو کچھ انہوں نے فرمایا ہے۔ وہ وقت کی آواز ہے

اور اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۔ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ یعنی اللہ تعالیٰ اس وقت تک کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت نہ بدلیں پس مسلمان اپنے اندر تبدیلی پیدا کئے بغیر کچھ نہیں کر سکتے۔ وہ پہلے اپنے اندر تبدیلی پیدا کریں تبھی وہ اس امتحان سے نکل سکتے ہیں۔ خوش قسمت ہے وہ قوم جو خدا تعالیٰ کے وعدوں کے پورا ہونے کا ذریعہ بنتی ہے اور ذریعہ وہی قوم بنے گی جو اپنے اندر زندہ حقیقی ایمان اور عملی جد وجہد پیدا کرے گی جب مسلمان حقیقی معنوں میں اپنے اندر انقلاب پیدا کر لیں گے تو خدا کی مدد خود بخود ان کی طرف بڑھے گی۔

خدائی مدد کیلئے ضروری شرط

اے برادرانِ اسلام! اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی طرف بلا رہا ہے۔ اب وہ آپ کو اٹھانا چاہتا ہے۔ وہ ملک فلسطین واپس دلانے کا ارادہ رکھتا ہے اس کی آواز کو کان لگا کر سنیں اسے پورے غور اور توجہ سے سنیں اور اس پر عمل کریں۔ جماعت احمدیہ اس کی آواز کو آپ کے کانوں تک پہنچا رہی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۔ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۔ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ ۔ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۡ وَلِلْكٰفِرِيْنَ اَمْثَالُهَا ۔ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ (سورہ محمدؐ ۸ تا ۱۲)

یعنی اے مومن کہلانے والو! اگر تم اللہ یعنی اس کے دین کی مدد کرو گے تو وہ بھی تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدموں کو مضبوط کر دے گا۔ اور جن لوگوں نے انکار کی راہ اختیار کی ہے ان پر افسوس ہے اور خدا ان کے اعمال کو ضائع کر دے گا۔ کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے کلام کو ناپسند کیا ہے۔ سو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے اعمال کو ضائع کر دیا۔ کیا وہ زمین میں نہیں چلے پھرے کہ دیکھتے کہ جو لوگ ان سے پہلے گزر چکے ہیں ان کا انجام کیا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب نازل کیا تھا اور آجکل کے کافروں اور منکروں کا بھی انہی جیسا حال ہو گا اور ان پر بھی اسی طرح عذاب آئیں گے یہ اس لئے ہو گا کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کا مددگار ہے اور کافروں کا کوئی مددگار نہیں۔

پیارے بھائیو! اگر آپ کامل اتحاد اور پوری اولوالعزمی وہشیاری اور تندہی کے ساتھ ان قوموں میں روحانی جہاد اور اشاعتِ اسلام کا کام شروع کر دیں اور باقی ذرائع و وسائل بھی اختیار کریں تو آپ کی کامیابی قطعی اور یقینی ہے۔ یہی خدائی وعدہ ہے جو شرط کا ہے۔

اسلام کیلئے جانی فدیہ کی ضرورت

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے فرمایا ہے:-

"اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے"

(فتح اسلام)

احمدیت حقیقی اسلام ہے

آپؑ نے اپنی جماعت کے ہر فرد کو اس عظیم الشان نصب العین پر مضبوطی سے قائم کر دیا اور فرمایا ہے

"دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ عزیز تر سمجھے گا"

اور یہ عہد لیا کہ

"میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا"

احمدیت حقیقی اسلام کا دوسرا نام ہے اور جماعت احمدیہ اسلام کی سچی خادم ہے۔ یہ آسمانی سلسلہ ہے جس کی بنیاد اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآنِ کریم کی پیشگوئیوں کے مطابق ۴ دنیا میں روحانی انقلاب پیدا کرنے اور اسلام کو تمام ادیان و اقوام پر غالب کرنے کے لئے ڈالی ہے اور اپنے الہام خاص سے حضرت اقدسؑ کو یہ خبر دی ہے کہ اب وقت قریب آ گیا ہے کہ محمدیوں کا پاؤں بلند مینار پر پڑے گا

پس اے برادرانِ ملّت! اللہ تعالیٰ کی اس آواز کی طرف آ جائیں اور پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کس طرح اٹھا کر صدرِ اسلام کی طرح دنیا پر غالب کرتا ہے اللہ تعالیٰ آپ حضرات کو خود ہی اس آواز کو سن کر اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ختم شد

وصایا

نوٹ:- وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی شخص کو کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر اپنے اعتراض کی تفصیل سے دفتر ہذا کو اطلاع دے ——— سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۱۴۶۵۸ - منکہ محمد نعمت اللہ ولد حضرت محمد رحمت اللہ صاحب مرحوم قوم شیخ پیشہ زراعت عمر ۶۵ سال پیدائشی احمدی ساکن چنداپور ڈاک خانہ نانڈوائی ضلع نظام آباد صوبہ آندھرا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۹ر اکتوبر ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:-

میری جائداد حسب ذیل ہے (۱) بارہ ایکڑ زرعی زمین واقع چنداپور تعلقہ کاماریڈی ضلع نظام آباد جس کی موجودہ بازاری قیمت قریباً دس ہزار روپیہ ہے (۲) اس کے علاوہ میرا ایک پختہ مکان واقعہ چنداپور تعلقہ کاماریڈی ضلع نظام آباد میری ذاتی ملکیت میں ہے جس کا رقبہ شمالاً جنوباً ۱۹ گز اور مشرقاً مغرباً ۱۷ گز ہے۔ اس مکان کے مشرق میں آبادی ہے اور باقی تینوں اطراف کھیتی ہے۔ اس کی موجودہ بازاری قیمت دس ہزار روپیہ ہے۔ اس کے علاوہ میری کوئی اور جائداد نہیں۔ میں اپنی مذکورہ بالا تمام جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات کے وقت میری جو جائداد ہو گی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ سوائے اس کے کہ حصہ جائداد میں اپنی زندگی میں ادا کر دوں۔ اس سلسلہ میں یہ صراحت کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ میں نے اپنے مذکورہ بالا مکان کا ایک حصہ جو ایک دالان خانہ پختہ اور ایک صحن پر مشتمل ہے ۹ گز شرق و مغرب اور ۱۱ گز شمال و جنوب میں ہے صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حق میں وصیت کرتا ہوں اس جائداد کی کل موجودہ بازاری قیمت ۲۰۰۰ روپے ہے جو میری کل جائداد کا دسواں حصہ (۱/۱۰) کی قیمت ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں مجھے ماہوار کوئی آمد نہیں۔ البتہ زراعت کے ذریعہ سے سالانہ ایک ہزار روپیہ کی آمدنی ہوتی ہے۔ میں اپنی آمد کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں

العبد محمد نعمت اللہ احمدی۔ گواہ شد محمد عظمت اللہ ولد محمد نعمت اللہ صاحب موصی۔ گواہ شد محمد عمر مبلغ سلسلہ احمدیہ ولد محمد ابراہیم صاحب مرحوم۔ احمدیہ جوبلی ہال افضل گنج حیدرآباد ۸/۱/۶۶

وصیت نمبر ۱۴۷۳۰ - منکہ سید محمد یونس ولد سید حسن علی صاحب قوم سید پیشہ ملازمت عمر پچاس سال تاریخ بیعت ۱۹۲۱ء ساکن سونگڑہ ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۱۹۶۸/۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:-

(۱) میری آمد بذریعہ ملازمت اسّی روپیہ ماہوار ہے (۲) بذریعہ زرعی اراضی آمد ایک صد روپیہ سالانہ ہے۔ (۳) میری جائداد اپنے تین بھائیوں کے ساتھ مشترک غیر منقسم زرعی اراضی واقع رسول پور سونگڑہ چار ایکڑ قیمتی سولہ ہزار روپیہ کا ۱/۴ حصہ ہے یعنی میرا حصہ ۴۰۰۰ روپیہ ہے۔ میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام دسویں حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ میری وفات پر جو مزید جائداد ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ راقم الحروف ملک صلاح الدین ایم اے وکیل المال قادیان نزیل سورو - العبد سید محمد یونس عفی اللہ عنہ بمورو ضلع بالیسر اڑیسہ - ۱۹۶۸/۱ - گواہ شد سید عبد القدیر گواہ شد شیخ عمر علی سورو - ۱۹۶۸/۱

اعلان معافی

احباب جماعت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم النصار احمد صاحب مسلم جماعت احمدیہ سونگڑہ کو ان کی بعض غلطیوں اور بے ضابطگیوں کے باعث سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اخراج از جماعت اور مقاطعہ کی سزا دی گئی تھی۔ اب ان کی طرف سے اپنے رویّہ کی اصلاح کر لینے اور سابقہ کوتاہیوں کی معافی مانگنے پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت انہیں معاف فرما دیا ہے۔

احباب جماعت اب ان سے تعلق رکھ سکتے ہیں۔

ناظر امور عامہ قادیان

جنوبی ہند میں ہندوؤں کے مشہور مذہبی استھان

سرینگیری میں تبلیغ

رپورٹ مرتبہ مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب انچارج میسور

ہندوستان میں شری شنکر آچاریہ کی مشہور گدیوں میں سے ایک گدی علاقہ ملناڈ میسور سٹیٹ میں سرینگیری (SRINGERI) ہے۔ ہندوستان کے طول وعرض خصوصاً جنوبی ہند سے برہمنوں اور ہندو دھرم سے تعلق رکھنے والوں کی بڑی تعداد اسے اپنا متبرک مقام سمجھتی ہے۔ پچھلے دنوں ہندو دھرم کے پرچار کے لئے بعض بڑی شخصیتوں کے نام تجویز کئے گئے تھے۔ ان میں سے سرینگیری کے شری شنکر اچاریہ کا نام پہلے نمبر پر تھا۔ دوسرا نام سابق مہاراجہ میسور سٹیٹ کا تھا۔ مہاراجہ میسور سٹیٹ بھی شری شنکر اچاریہ کو اپنا مذہبی رہنما مانتے ہیں۔

چند سال بیشتر شری شنکر اچاریہ، ہندوستان کے طول وعرض میں دورہ کے لئے خلافِ معمول نکلے تھے۔ موصوف سے خاکسار نے شیموگہ میں مکرم سیکرٹری صاحب تبلیغ اور مکرم سید عبد اللہ صاحب مرحوم کے ساتھ ملاقات کی تھی۔ اس ملاقات میں صرف جماعت کے سرسری تعارف کا موقعہ ملا تھا۔ اس وقت ہم نے موصوف کو جماعتِ احمدیہ سے روشناس کرانے کے لئے انگریزی میں لٹریچر پیش کیا تھا۔ مگر موصوف نے ہم سے مقامی زبان یا ہندی میں لٹریچر کا مطالبہ کیا تھا۔ چنانچہ ہم نے وعدہ کیا تھا کہ ہم موصوف کو مطلوبہ لٹریچر ضرور پہنچائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ ہم نے اس وقت یوم پیشوایانِ مذاہب اور بعض دیگر مشترکہ مفاد کی مذہبی کانفرنسوں کے انعقاد کے سلسلہ میں موصوف کے سامنے تجاویز رکھی تھیں۔ جن کے بارے میں تفصیلی ملاقات کے لئے ان سے وقت مانگا تھا۔ موصوف نے اپنے دورہ کی تکمیل کے بعد ہمیں پھر ملاقات کا موقعہ دینے کا وعدہ کیا تھا۔ خاکسار نے اُن کے سرینگیری واپس آنے پر پھر ان سے ملاقات کا وقت طے کیا اور حسب پروگرام اس سلسلہ میں خاکسار ۲۳ کو شیموگہ پہنچا۔ مکرم سیکرٹری صاحب تبلیغ شیموگہ نے خاکسار کی سہولت کے مدنظر اس تبلیغی سفر کے لئے کرایہ کی ایک کار کا انتظام کیا۔

اس دورہ میں (۱) مکرم اختر حسین صاحب، امیر سیکرٹری تبلیغ شیموگہ۔ (۲) مکرم عبد المقتدر صاحب معلم وقفِ جدید مقیم شیموگہ۔ (۳) مکرم خضر محمود صاحب (۴) مکرم عبد السبحان صاحب ہم سفر تھے۔ ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ شرک میں یہ علاقہ انتہا کو پہنچا ہوا ہے۔ چنانچہ خاکسار نے اپنے ہمسفروں کو تلقین کی کہ خالص اسلامی آداب کو اس ملاقات میں پوری طرح ملحوظ رکھا جائے۔ ملاقات کے لئے ہمیں ۴ اور ۵ بجے کے درمیان شام کا وقت دیا گیا تھا۔

چونکہ اس جگہ ہم پہلی مرتبہ گئے تھے اور پہلے سے کچھ واقفیت نہ تھی۔ اسلئے پہلے ہم سیدھے مٹھ پہنچے۔ مٹھ میں پہنچ کر پتہ چلا کہ شری شنکر اچاریہ کی جائے رہائش دریا کے دوسری طرف ایک جدید تعمیر شدہ عمارت میں ہے۔ جو دریا کے اندر سے گزرنے کی صورت میں ایک فرلانگ کے فاصلہ پر ہے۔ اور اگر شہر میں سے جائیں تو ایک میل سے زائد فاصلہ پر ہے۔ ہم بیرونی راستے سے اس جگہ پہنچ گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ عالیشان جدید طرز کی عمارت ہے جس کے باہر نہایت سیاہ فام ڈراؤنی شکل کا باڈی گارڈ پہرے پر مقرر تھا۔ جس نے ہمیں جوتے اُتارنے کی ہدایت کی۔ خیر ہم اندر پہنچے تو دیکھا کہ برہمن افسروں کی ایک جماعت ملاقات کی منتظر بیٹھی ہے۔ جن میں مردوں کے علاوہ خواتین بھی تھیں۔ ہم نے پہلے پرائیویٹ سیکرٹری سے ملاقات کی اور جلد ملاقات کا انتظام کرنے کیلئے کہا۔ کچھ دیر ہمیں انتظار کرنا پڑا۔ اس دوران میں کاروں میں مزید بہت سے افراد ملاقات کے لئے جمع ہوتے گئے۔ اتنے میں پرائیویٹ سیکرٹری نے باہر نکل کر اس برآمدہ میں شری شنکر آچاریہ کی نشست گاہ بنا دی۔ تھوڑی دیر کے بعد موصوف پرائیویٹ سیکرٹری کے ساتھ باہر آئے اور اپنی مقررہ جگہ پر بیٹھ گئے۔ ہمیں تمام لوگوں کے وسط میں بٹھایا گیا۔ اور باقی سب ملاقاتی اطراف میں حلقہ بنا کر شری شنکر آچاریہ کی طرف دیکھنے لگے۔ موصوف کا اشارہ پاتے ہی سب نے زمین پر تعظیماً لیٹ کر موصوف کی طرف مُنہ کر کے دو دو تین تین ڈنڈ پیلے۔ غالباً ان کے ہاں اسی طرح اپنے گورو کی تعظیم بجا لاتے ہیں۔ مگر ہم نے یہ ملاقات اسلامی آداب کو ملحوظ رکھ کر کی۔ موصوف کے ملاقات کی غرض دریافت کرنے پر خاکسار نے شیموگہ کی ملاقات کا ذکر کیا۔ یہ گفتگو ہندی زبان میں کی گئی۔ موصوف نے تمام حاضرین سے جو اطراف میں بیٹھے تھے پوچھا کہ کیا آپ لوگ بھی اس گفتگو کو سمجھ رہے ہیں؟ بعض نے کہا کہ تھوڑی بہت سمجھ رہے ہیں اور بعض نے کہا کہ ہم اس زبان سے ناواقف ہیں۔ تب موصوف نے کہا کہ آپ انگریزی میں گفتگو کریں ہم سب انگریزی جانتے ہیں۔ چنانچہ موقعہ غنیمت سمجھ کر خاکسار نے حاضرین کی ایک معقول تعداد کو جو سب اعلیٰ تعلیم یافتہ آفیسرز پر مشتمل تھی اور جو ایک مذہبی گروہ کی شکل میں تھے بڑی تسلی اور وضاحت سے احمدیت کا پیغام پہنچایا اور ہندی اور کنڑی زبان کا جو لٹریچر ہم ساتھ لے گئے تھے ہر کتاب کا تعارف کراتے ہوئے سب کو مطالعہ کے لئے کتب تقسیم کیں اور پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو لائبریری میں رکھنے کے لئے سلسلہ کا لٹریچر دیا گیا۔ دورانِ تقریر میں بعض حاضرین نے کچھ استفسارات کئے جن کے بفضلہ تعالیٰ تسلی بخش جواب سے ان کو مطمئن کرنے کی مولیٰ کریم نے توفیق بخشی فالحمد للہ۔

اس تبلیغ سے فراغت کے بعد ہم نے پیشوایانِ مذاہب کے جلسہ میں شری شنکر آچاریہ کو شرکت کی دعوت دی۔ اور اسی قسم کا ایک اور پروگرام بھی اُن کے سامنے رکھا۔ جسے سب حاضرین نے بہت پسند کیا۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لٹریچر کے بارے میں شری شنکر آچاریہ سے ہم نے وعدہ لیا کہ موصوف اس کا اچھی طرح مطالعہ کریں گے۔ موصوف نے آٹھ ماہ بعد اپنے دورہ کا ذکر کیا۔ کہ اس وقت اگر آپ کوئی پروگرام رکھیں گے تو موصوف بھی اس میں شرکت کر سکیں گے۔ اور اس کے علاوہ دوسرے دنوں میں کوئی پروگرام رکھا گیا تو موصوف اُس کے لئے ہی تعاون کر سکتے ہیں کہ اپنا کوئی نمائندہ بھجوائیں گے۔ ہم نے موصوف سے واپسی کی اجازت طلب کی۔ چنانچہ موصوف نے اپنے روایتی طریق کے مطابق سب حاضرین میں فروٹ تقسیم کیا اور سب کو واپسی کی اجازت دی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس حقیر کوشش کو قبول فرمائے اور اس علاقہ کو حقیقی اسلام یعنی احمدیت کے نور سے منور کر دے۔ آمین۔ اس تبلیغی سفر کا انتظام مکرم اختر حسین صاحب نے کیا۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ۔

مدرسہ احمدیہ میں جلسہ تقسیم انعامات بقیہ صفحہ (۲)

تلامذہ کے ساتھ ایسا مشفقانہ اور ہمدردانہ سلوک ہونا چاہیئے جیسے ایک والدہ مہربان اپنے بچوں سے کرتی ہے۔ اسی صورت میں آپ اس احترام کے مستحق ہوں گے اور اسی صورت میں ہمارا ہر فارغ التحصیل طالب علم مرکز سے دُور رہتے ہوئے بھی ہر آن اس خیال سے تسلی و تشفی پاتا رہے گا کہ ہر مشکل مرحلہ پر اس کو اپنے شفیق اساتذہ کی رہنمائی حاصل ہے۔ پس اپنے آپ کو بچوں کا زیادہ سے زیادہ خیرخواہ ثابت کرنے کی کوشش کیجئے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بھی اپنے مقام کو صحیح رنگ میں شناخت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور طلباء کو بھی اساتذہ کے تئیں حقیقی عزت و احترام برقرار رکھنے کی توفیق بخشے آمین۔

اجتماعی دُعا اس نہایت درجہ روح پرور اور مشفقانہ خطاب کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب موصوف نے جملہ سامعین سمیت اجتماعی دُعا فرمائی۔ دعا کے بعد محترم ہیڈ ماسٹر صاحب مدرسہ احمدیہ نے سٹاف و طلباء کی جانب سے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب، عہدیداران کرام اور جملہ سرپرست حضرات کا اس تقریب میں شمولیت پر تہہ دل سے شکریہ ادا کیا اور اس طرح یہ مختصر مگر نہایت درجہ پُر وقار اور ایمان پرور تقریب بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

(انور)

ناصرات کے لئے ایک خصوصی تحریک "وقفِ جدید"

از محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ قادیان

احمدی بچوں اور بچیوں کی کتنی خوش قسمتی ہے کہ ایک خاص تحریک "وقفِ جدید" میں حصہ لینے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو آواز دی ہے۔ تا بچپن سے سلسلہ کی خاطر قربانیوں میں حصہ لینے کی عادت پڑ جائے اور بڑے ہو کر آپ سلسلہ کا بوجھ اٹھا سکیں۔ لیکن اس تحریک کا خلاصہ یہ ہے کہ سولہ سال سے کم عمر کے لڑکے اور لڑکیاں خدمتِ اسلام کے لئے آٹھ آنے ماہوار ادا کریں۔ یا چھ روپے سالانہ۔ جنوری میں وقفِ جدید کا مالی سال شروع ہوتا ہے اور دفتر کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ لجنات و ناصرات کے وعدوں کی رفتار غیر تسلی بخش ہے۔ اسلئے میں تمام لجنات کو توجہ دلاتی ہوں کہ وہ اس بات کا مکمل جائزہ لیں کہ ان کے شہر، قصبہ، یا حلقہ کی تمام ناصرات اس تحریک میں شامل ہیں یا نہیں۔ یہ یاد رہے کہ اگر ایک بچی آٹھ آنے ماہوار نہیں دے سکتی تو دو یا تین بچیاں جو سولہ سال سے کم عمر کی ہوں مل کر چھ روپے سالانہ ادا کریں۔ ہماری بہنوں کو یہ امر ہر وقت پیشِ نظر رکھنا چاہیئے کہ حقیقی قربانی وہی ہے جو امام وقت کی اطاعت میں کی جائے۔ آپ کتنے ہی کام کریں اور سکیمیں بنائیں اور ان پر عمل کریں لیکن اگر اپنے امامِ وقت، ایدہ اللہ تعالےٰ کی پوری اطاعت نہ کریں اور آپ کی آواز پر لبیک نہ کہیں تو آپ کا کام اللہ تعالےٰ کی نظروں میں کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اس لئے آپ کی پوری کوشش حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی پیش کردہ اسکیموں کو کامیاب بنانے کے لئے اور بچیوں میں آپ کی اطاعت کا اور آپ کی آواز پر لبیک کہنے کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے ہونی چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور بچیوں کو توفیق عطا فرما دے۔ کہ وہ خدمتِ اسلام کے لئے قربانیاں کریں۔

اپنی ماہانہ رپورٹوں میں بھی وقفِ جدید کے لئے مساعی کا ذکر کریں۔ اور کوشش کریں کہ کوئی ایک بچی بھی ایسی نہ رہ جائے جو وقفِ جدید کی تحریک میں شامل نہ ہو۔

اللہ تعالےٰ آپ سب کا حافظ و ناصر ہے

آمین۔

مجاہدین تحریک جدید کی توجہ کے لئے!

مخلص مجاہدین تحریک جدید ہمیشہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ کی آواز پر لبیک کہہ کر رضائے الٰہی حاصل کرتے اور حضور کی دعائیں لیتے ہیں۔

انجمن تحریک جدید کا مالی سال ماہِ شہادت (اپریل) کے آخر میں ختم ہوگا۔ ابھی گیارہ ہزار روپیہ کے قریب اس کے میزانیہ آمد (بجٹ) میں قابلِ وصول ہیں۔ اور حضور اقدس کا ارشاد ہے کہ میزانیہ کو پورا کرنے کی کوشش کی جائے۔ امید ہے کہ مخلصین خاص توجہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کو برکات سے نوازے آمین۔

وکیل الاعلیٰ تحریک جدید قادیان

تربیتی و تعلیمی جلسے

ماہ گذشتہ میں جماعت احمدیہ یادگیر۔ جماعت احمدیہ بھدرک۔ جماعت احمدیہ یاڑی پورہ وچک ایرچھ اور جماعت احمدیہ چارکوٹ کی طرف سے تربیتی و تعلیمی جلسوں کے انعقاد کی رپورٹیں بغرضِ اشاعت بدر کو موصول ہوئیں۔ بوجہ عدم گنجائش کی وجہ سے ان کی اشاعت نہ ہو سکی۔ اللہ تعالےٰ ان جماعتوں کے اخلاص و قربانی میں برکت ڈالے اور بیش از بیش خدمات دینیہ بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے آمین ——— (ایڈیٹر)

درخواستِ دعا

جماعت احمدیہ کیرنگ اپنی تعداد کے لحاظ سے ہندوستان کی بڑی جماعت ہے اور سارے کا سارا گاؤں احمدی ہے۔ اس سال وہاں نئے ہائی سکول کا اجراء ہوا ہے جس میں اکثریت احمدی بچوں کی ہے۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ یہ سکول ہر لحاظ سے نمایاں پوزیشن حاصل کرے۔ اور امسال امتحان دینے والے بچوں کو نمایاں و اعلیٰ کامیابی سے سرفراز فرمائے آمین۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

دعائے مغفرت

خاکسار کی خوشدامن صاحبہ محترمہ عزیز بیگم صاحبہ (اہلیہ محترم محمد یعقوب صاحب مہاجر تاجر چوب مقیم چنیوٹ) اپنے بھتیجے کی شادی میں شرکت کے لئے راولپنڈی گئی ہوئی تھیں۔ واپسی پر موصوفہ کو ایک ٹیکسی کے حادثہ میں سخت چوٹیں آئیں۔ جائے قیام پر پہنچتے ہی جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جنازہ ربوہ پہنچایا گیا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ نوازش مرحومہ کا جنازہ پڑھایا اور نعش کو کندھا دیا۔ فجزاہ اللہ عنا خیر الجزاء۔ مرحومہ کی مغفرت اور بلندیٔ درجات نیز جملہ پسماندگان کے صبرِ جمیل پانے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: حکیم محمد دین مبلغ انچارج میسور سٹیٹ

ہر قسم کے پرزے

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ہر ماڈل کے ٹرکوں اور گاڑیوں کے ہر قسم کے پرزہ جات کے لئے آپ ہماری خدمات حاصل کریں۔

کوالٹی اعلیٰ ——— نرخ واجبی

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگولین کلکتہ ۱

Auto Traders 16 Mangoe Lane Calcutta-1

تار کا پتہ { "Autocentre" } فون نمبرز { 23 — 1652 / 23 — 5222 }

سپیشل گم بوٹ

جن کے اعلیٰ معیار سے مشتاق ہیں

مختلف اقسام دفاع۔ پولیس۔ ریلوے۔ فائر سروسز۔ ہیوی انجینئرنگ۔ کیمیکل انڈسٹریز۔ مائنز۔ ڈیریز۔ ویلڈنگ شاپس۔ اور عام ضرورت کے لئے دستیاب ہو سکتی ہیں!

گلوب ربر انڈسٹریز

★— آفس و فیکٹری : ۱۰ - پربھورام سرکار لین کلکتہ ۱۵ فون نمبر ۴۴ — ۳۲۶۲

★— شو روم : ۱۰/۱۳ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ ۱ فون نمبر ۳۴ — ۰۲۰۱

★— تار کا پتہ : گلوب ایکسپورٹ "Globe, Export"

ولادتِ طفلین

خاکسار کی اہلیہ جو امید سے تھیں عرصہ تقریباً چار ماہ سے زیادہ تکلیف محسوس کر رہی تھیں۔ ڈاکٹر کیس کو تشویشناک بتاتے تھے۔ جس کی وجہ سے ازحد فکر لاحق تھی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ، محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور دیگر بزرگان کی خدمت میں بار بار دعا کی درخواست کی گئی۔ سو الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و رحم کے ساتھ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ اور بزرگانِ سلسلہ کی خصوصی دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے مورخہ ۲۶ مارچ کو بوقت عصر توام بچے (لڑکا اور لڑکی) عطا فرمائے۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے ازراہِ شفقت و ذرہ نوازی اس عرصہ میں ذاتی طور پر دلچسپی لی۔ اور حوصلہ افزائی فرماتے رہے۔ نیز زچگی کے بعد آں موصوف نے ہی بچے کا نام ظفر احمد اور بچی کا نام طیبہ بیگم تجویز فرمایا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ میں حضور ایدہ اللہ اور جملہ بزرگانِ سلسلہ کا تہہ دل سے شکریہ بجا لاتے ہوئے زچہ و بچگان کی بحالیٔ صحت اور ہر دو نومولودگان کی درازیٔ عمر نیز خادمِ دین بننے کے لئے خصوصی دعاؤں کا ملتجی ہوں۔ خاکسار

برکت علی انعام۔ درویش قادیان